بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَ كُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ایڈیٹر منیر احمد خادم

نائبین قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 26/27

شرح چندہ سالانہ 200 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ £ یا 40 امریکن ڈالر

بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ £

Postal Reg. No. PB\0154\2003 TO 2005

30 ربیع الثانی 7 جمادی الاول 1423 ہجری 1/8 وفا 1382 ہش 1/8 / جولائی 2003ء

اخبار احمدیہ

قادیان 5 جولائی 2003ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ کل حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع کی تفصیل بیان فرمائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

یہ وہ کتاب ہے اسمیں کوئی شک نہیں ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو

ارشاد باری تعالیٰ

☆ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں یہ وہ کتاب ہے اسمیں کوئی شک نہیں ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ (البقرہ۔ ۳)

☆ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (اعراف ۲۰۵)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

☆ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل)

سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔

☆۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل: ۸۳)

اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا. وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (بنی اسرائیل ۸۸۔ ۹۰)

تو کہہ دے کہ اگر جن و انس سب اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو وہ اسکی مثل نہیں لا سکیں گے۔ خواہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔

اور ہم نے یقیناً اس قرآن میں لوگوں کی خاطر ہر قسم کی مثالیں خوب پھیر پھیر کر بیان کی ہیں پس اکثر انسانوں نے انکار کر دیا محض ناشکری کرتے ہوئے۔

☆ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (حم سجدہ)

اس کا نازل کیا جانا رحمان (اور) رحیم کی طرف سے ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں ایک ایسے قرآن کی صورت میں جو نہایت فصیح و بلیغ ہے ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری)

ترجمہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور سکھائے۔

☆ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کا ماہر لکھنے والے نیک بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو شخص قرآن اٹک کر پڑھتا ہے اور اس پر قرآن کی تلاوت مشکل ہے اس کے لئے دو ثواب ہیں۔

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں قرآن سے کچھ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

☆ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَتُ الْقُرْآنِ (بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل زنگ پکڑتے ہیں جیسے لوہا زنگ پکڑتا ہے جب اس کو پانی پہنچتا ہے کہا گیا اے اللہ کے رسول اس کا صیقل کیا ہے فرمایا موت کو یاد کرنا اور قرآن پڑھنا۔

☆ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰه عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے ☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اسکے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
(مسیح موعود)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم و منثور کلام اللہ تعالیٰ کی وحدانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس اور قرآن مجید کی عظمت و معرفت سے بھرا پڑا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ کی بے دینی گمراہی میں باقی دنیا تو درکنار خود مسلمان بھی بھٹک چکے تھے دیگر مذاہب والوں کی کتب تو ہدایت کاملہ ہی نہ تھیں مگر قرآن مجید کے جامع و کامل ہونے کے باوجود مسلمان اس سے دور اور مہجور کر چکے تھے۔اور طرح طرح کے وساوس میں مبتلا تھے۔اور قرآن مجید کی یہ پیش خبری پوری ہو چکی تھی کہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی پوری ہو چکی تھی کہ قرآن مجید کے صرف رسم و نقوش باقی رہ جائیں گے۔چنانچہ ایسے وقت میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے امام مہدی و مسیح کی بعثت مقدر تھی جو ایمان کو ثریا سے لائے اور شریعت کا قیام کرے۔پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق قرآن مجید کی لفظی و معنوی حفاظت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا آپ نے دیگر مذہبی کتب کے مقابلہ میں قرآن مجید کے کامل اور دائمی و عالمگیر ہونے کے دلائل دے کر انعامی طور پر مقابلے کا چیلنج دیا کہ صرف اور صرف قرآن مجید ہی زندہ اور کامل کتاب ہے جو ہر زمانہ کی ضرورت پورا کرنے والی اور تمام دنیا کے مسائل کا حل اپنے اندر رکھتی ہے۔اور کوئی انسانی ضرورت نہیں جسے قرآن مجید نے پورا نہ کیا ہو۔چنانچہ آپ نے پہلی تصنیف براہین احمدیہ سے لیکر آخری تصنیف پیغام صلح تک میں قرآنی معارف و حقائق پیش فرمائے اور قرآن مجید کی پیروی کے نتیجہ میں ملنے والی برکات و فیوض کا زندہ ثبوت اپنے آپکو پیش فرمایا جلسہ ''مذاہب عالم'' میں تمام مذاہب کے مقابلہ میں قرآن مجید سے انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والے مسائل کا حل پیش فرمایا۔

آپ نے قرآن مجید سیکھنے سکھانے اسکے تراجم و تفاسیر اسکے حقائق و معارف جاننے کے لئے متعدد مقامات پر نہایت حسین پیرایہ میں توجہ دلائی ہے۔اور بتایا کہ اس پر عمل کرنے والے کو خدا کی خوشنودی رضا اور قرب حاصل ہوتا ہے اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں۔قرآن مجید رحمان خدا کی طرف سے عطا ہونے والی ایسی کتاب ہے جو عرفان کی راہ دکھاتی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات اور ان کا عرفان عطا کرتی ہے۔اور جو اس کتاب کے پڑھنے والے ہیں ان پر خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں۔اور جو اس پر ایمان بھی لائے ہیں ان پر بھی خدا کی رحمت ہوتی ہے۔قرآن مجید کی جو عظمت و برکات خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں اور جن کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے۔اس قدر وسیع اور زیادہ ہے کہ جسکا بیان و اظہار اور اللہ کے کلمات کا شمار ممکن نہیں۔اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی لفظی و معنوی خدمت کی ایسی توفیق عطا فرمائی ہے جسکا عشر عشیر بھی باقی مسلمان فرقوں کو حاصل نہیں اسی لئے سال بھر جماعت احمدیہ کے پروگرام کے مطابق قرآن مجید سیکھنے سکھانے کا انتظام رہتا ہے جسکا عروج و انتہا ماہ رمضان المبارک میں نظر آتا ہے۔اسی طرح بقیہ دنوں میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ باقاعدہ جاری رہتا ہے ماہ جولائی میں ہر سال ہفتہ قرآن مجید منایا جاتا ہے تاکہ جہاں پر چھوٹا بڑا قرآن مجید سیکھے سکھائے اس پر عمل بھی کرے۔امسال بھی 18 سے 25 جولائی تک احباب جماعت ہندوستان کے لئے مرکزی طور پر ہفتہ قرآن مجید مقرر کیا گیا ہے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس طرف خاص طور پر توجہ دلا رہے ہیں آپ نے تعلیم القرآن وقف عارضی کے لئے الگ سے ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد بھی مقرر فرمائے ہیں۔پس ہمیں چاہئے کہ ہم ان کلاسز و اجلاسات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں جماعت کی طرف سے مرتبہ جملہ پروگراموں میں شامل ہوں اور حضور انور ایدہ اللہ کی منشاء اور توقعات کو پورا کرنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔آمین! (قریشی محمد فضل اللہ)

قرآن مجید خاتم الکتب ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے اب کوئی شریعت نہیں آسکتی قرآن مجید خاتم الکتب ہے اسمیں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجایش نہیں ہے ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔

(فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکچر لدھیانہ صفحہ:۳۱)

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے

منقول از براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 183 مطبوعہ 1882ء

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُسکی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُولُوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے
اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا

منقول از براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۸۲ء

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا | پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا | ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے | جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ | وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں | پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور | ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دُنیا میں | جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

قرآن مجید کی پیروی سے مکالمہ الٰہیہ نصیب ہو جاتا ہے

جب ہم قرآن شریف کو دیکھتے ہیں تو ہم اسمیں کھلے طور پر وہ وسائل پاتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہو سکے اور پھر خوف غالب ہو کر گناہوں سے رک سکیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہو جاتا ہے اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور انسان خدا سے علم غیب پاتا ہے اور ایک محکم تعلق اس سے پیدا ہو جاتا ہے اور دل خدا کے وصال کے لئے جوش مارتا ہے اور اسکو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور دعائیں قبول ہو کر اطلاع دی جاتی ہے اور ایک دریا معرفت کا جاری ہو جاتا ہے [illegible] ہے۔

(فرمان حضرت مسیح موعود [illegible])

تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے

جولوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے، اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اورتمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو، کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جولوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جولوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سوتم کوشش کرو۔ کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو۔ جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا.....

میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں۔ کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اوّل قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں اُن اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو یہود اور نصاریٰ میں تھے جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا۔ اور وہ لعنتی ہوا۔ اور دوسرے نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا۔ اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے۔ کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو۔ نہ انسان کی نہ حیوان کی۔ نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی۔ اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سوتم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سوتم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اُس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے۔ جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی۔ تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی۔ تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا۔ جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا۔ جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے۔ جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا۔ مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض وسما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ (کشتی نوح)

خطبہ جمعہ

ہمارے خبیر خدا نے چودہ سو سال قبل آنحضرت ﷺ کو ماضی کے حوالے سے بھی اور آئندہ زمانے میں ہونے والی ایجادات اور پیش آنے والے واقعات سے متعلق بھی تفصیل سے خبریں عطا فرمائیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ - فرمودہ ۱۱/اپریل ۲۰۰۳ء مطابق ۱۱/شہادت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له و أشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کا مضمون آج کے خطبہ سے شروع ہو رہا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، یہی مضمون جاری رہے گا۔

اس ضمن میں سب سے پہلے مَیں صفت الخبیر سے متعلق قرآن کریم کی چند آیات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد عربی زبان کی مختلف ڈکشنریوں سے لفظ خبیر کے معانی بیان کروں گا۔ ضمناً آپ کو یہ بھی بتادوں کہ صفتِ خبیر قرآن کریم میں چوالیس مرتبہ بیان ہوئی ہے۔

سورہ نساء: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾

(سورة النساء: ۱۳۶)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

دوسری آیت کریمہ میں ہے:۔ ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ۔ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ (سورہ الانعام: ۱۹) اور وہ اپنے بندوں پر جلالی شان کے ساتھ غالب ہے اور وہ صاحبِ حکمت (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

تیسری آیت سورہ الانعام سے لی گئی ہے۔ ﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ۔ وَ يَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ۔ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ۔ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ (سورة الانعام: ۷۴) اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اور جس دن وہ کہتا ہے ہو جا تو وہ ہونے لگتا ہے اور ہو کر رہتا ہے۔ اس کا قول سچا ہے اور اسی کی بادشاہی ہوگی جس دن صُور میں پھونکا جائے گا۔ غیب کا اور حاضر کا جاننے والا ہے اور وہ صاحبِ حکمت (اور) ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

کُنْ فَیَکُوْن سے مراد یہ نہیں ہے کہ فوراً ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ دیکھئے ساری کائنات کی پیدائش پہلے خدا تعالیٰ نے لفظ کُنْ کہا تو یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اچانک کائنات وجود میں آ گئی بلکہ ہونا شروع ہو گئی اور بالآخر مکمل ہو کر رہی۔

چوتھی آیت ہے:۔ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۔ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ (سورة الانعام: ۱۰۴) آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کی لغت میں عرض کرتا ہوں کہ مفسرین نے اس کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا۔ وہ لوگ جو تجربہ میں ماہر ہوں ان کو بھی خبیر کہا جاتا ہے اور جو کسی چیز کو گہرائی سے جانتا ہے جیسے کہتے ہیں خَبِيْرٌ بِالشُّئُوْنِ السِّيَاسِيَّةِ یعنی سیاسی معاملات میں ملک کا بادشاہ بڑی گہری نظر رکھتا ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں خَبِيْرٌ فِي هَنْدَسَةِ الْبِنَاءِ یعنی وہ تعمیراتی انجینئرنگ کا ماہر ہے۔ حاکم کو اصطلاحاً خبیر کہتے ہیں۔ اور مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ مختلف فیصلوں کے بارہ میں خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ فیصلہ کس طرح کرنا چاہئے۔ (المنجد)

الخبیر اللہ تعالیٰ کا نام ہے جس کا مطلب ہے کہ جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ (لسان العرب)

امام راغبؒ المفردات میں تحریر فرماتے ہیں خَبَرٌ: خبر سے مراد اشیاء معلومہ کا خبر کے لحاظ سے علم ہونا اور معروف چیزوں کا علمی طور پر جاننا۔ کیونکہ یہ مشکل تحریر ہے اس کو تفصیل سے میں بیان کروں پھر لوگ مجھ سے شکوہ کرتے ہیں کہ خطبہ لمبا ہو گیا مگر مجبوری ہے۔ یہ وہ عبارتیں ہیں جو عام فہم نہیں ہیں سمجھانی پڑتی ہیں۔

خبر: خبر سے مراد اشیاء معلومہ کا خبر کے لحاظ سے علم ہونا ہے یعنی وہ چیزیں جن کا علم بظاہر طور پر، ان کا علم جو ہے اس کو بھی خبر کہتے ہیں اور گہرے طور پر کسی چیز کا علم ہونا اس کی کنہہ کا علم ہونا اس کو بھی خبر کہتے ہیں اور یہ زیادہ گہری خبر ہے۔ خدا تعالیٰ اس لحاظ سے خبیر ہے کہ ہر چیز کو اس کی گہرائی سے بھی جانتا ہے۔

اَلْخُبْرَةُ باطنی امور کی خبر کو کہتے ہیں، یہ میں بیان بھی کر چکا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہے:۔ ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی باطنی حالتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

خَبِيْرٌ مُخْبِرٌ کے معنوں میں بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اور وہ تمہیں خبر دے گا اس کی جو تم کیا کرتے تھے۔ (مفردات امام راغب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ''﴿خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾: بدیوں سے رکنے کے لئے اس آیت کا مطالعہ بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے۔ ہمارے ہر کام سے باخبر ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۲۸۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ہر زمانے میں نئے معارف اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ فلسفی اپنے رنگ میں، طبیب اپنے مذاق پر، صوفی اپنے طرز پر بیان کرتے ہیں۔ اور پھر یہ تفصیل بھی حکیم و خبیر خدا نے رکھی ہے۔ حکیم اس کو کہتے ہیں کہ جن چیزوں کا علم مطلوب ہو وہ کامل طور پر ہو اور پھر عمل بھی کامل ہو ایسا کہ ہر ایک چیز کو

اپنے اپنے محل و موقع پر رکھ سکے"۔ ہر چیز کا علم اپنی جگہ پر ہے مگر یہ کہ اس کو کہاں بیان کرنا ہے اور کس جگہ رکھنا ہے یہ الگ مسئلہ ہے۔ تو قرآن کریم میں جو خبیر کا لفظ آیا ہے ان دونوں معنوں پر حاوی ہے یعنی اللہ تعالیٰ خبیر بھی ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ بات کہاں کہنی ہے اور کب کہنی ہے۔ وَضْعُ الشَّیءِ فِیْ مَحَلِّہٖ اور "خَبِیْرٌ مبالغہ کا صیغہ ہے"۔ خَبِیْرٌ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ بہت زیادہ جانتا ہے۔ خَبِیْرٌ ایسے علم کو کہتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کہتے ہیں خَبِیْرٌ کہ اس کے علم کے احاطے سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لکھتے ہیں:۔

قرآن کریم کو کتاب مجید یا خاتم الکتب بھی ٹھہرایا گیا ہے اور اس کا زمانہ قیامت تک دراز تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ کس طرح پر یہ تعلیمیں ذہن نشین کرنی چاہئیں۔ چنانچہ اسی کے مطابق تفاصیل کی ہیں۔ پھر اس کا سلسلہ جاری رکھا کہ جو مجدد و مصلح احیاء دین کے لئے آتے ہیں وہ خود مفصل آتے ہیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۴۶ جدید ایڈیشن)

آج سے چودہ سو سال قبل نزول قرآن کے زمانہ میں ہمارے خبیر خدا نے آئندہ زمانہ میں ہونے والی ایجادات کا اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا۔ لیکن آج کے زمانے میں وہ خبریں حقیقت بن کر ہمارے سامنے آرہی ہیں تو نہ صرف ہمیں اُن خبروں کو سمجھنے کی توفیق مل رہی ہے بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا، ان کے مقام اور مرتبہ کی عظمت بھی روشن ہوتی جارہی ہے۔ اس کی چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ماضی کی خبر جس کی آنحضرتؐ کے زمانے میں کسی کو خبر نہیں تھی اور پھر ماضی کے حوالے سے مستقبل کی خبر اس میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے متعلق میں بتاتا ہوں۔

﴿وَحَمَلْنٰهُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ۔ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا۔ جَزَآءً لِّمَنْ کَانَ کُفِرَ۔ وَلَقَدْ تَّرَکْنٰهَا اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾ (سورۃ القمر: ۱۴ تا ۱۶)

اور اسے (یعنی نوح کو) ہم نے تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کیا۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ اُس کی جزا کے طور پر جس کا انکار کیا گیا تھا۔ اور یقیناً ہم نے اس (کشتی) کو ایک بڑے نشان کے طور پر چھوڑا۔ پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

ان آیات میں حضرت نوحؑ کی کشتی کا جو ذکر ہے وہ آئندہ زمانے میں بطور نشان ظاہر ہونے والی چیز ہے۔ مختلف لوگوں نے مختلف سائنسدانوں نے مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔ بعض جُودی پہاڑ کہتے ہیں کہ جُودی پہاڑ پر وہ کشتی اٹک گئی تھی جا کے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کہیں اور ہے۔ میں نے اس سلسلے میں بہت تحقیق کروائی ہے اور جہاں تک میری تحقیق کا تعلق ہے حضرت نوحؑ کی کشتی محفوظ ضرور ہے مگر کسی پہاڑ کی چوٹی پر نہیں۔ وہ غالباً بحر مردار کی گہرائی میں کہیں پڑی ہوئی ہے۔ بحر مردار میں پانی اتنا گاڑھا ہے کہ اس کی تہ میں جو چیز بیٹھ جائے وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ بھی ہو جاتی ہے۔ پس اس کشتی کا جہاں تک میرے تحقیق کروانے کا تعلق ہے میرا اپنا خیال یہی ہے کہ وہ بحر مردار میں سے کسی وقت نکالی جائے گی۔ میری طرف سے مقرر ہیں بعض احمدی سائنسدان وہ مسلسل تحقیق کر رہے ہیں۔

اب فرعون کی لاش باقی رکھے جانے کی خبر:۔ ﴿فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً۔ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ﴾۔ (یونس: ۹۳) فرعون سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے تاکہ تُو اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایک عبرت بن جائے۔ حال یہ ہے کہ انسانوں میں سے اکثر یقیناً ہمارے نشانات سے بالکل غافل ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ثابت کرتی ہے کہ قرآن کریم عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تو فرعون کی لاش کا کوئی اشارہ بھی نہیں تھا۔ فی زمانہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آنے والے فرعون کی لاش کو آثار قدیمہ والوں نے تلاش کر لیا ہے۔ اس لاش سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرعون غرق ہونے کے باوجود مرنے سے پہلے ہی نکال لیا گیا تھا یعنی غرق تو ہوا لیکن ابھی سانس جاری تھا، ابھی سانس پوری طرح ڈوبا نہیں تھا کہ اس کا جسم نکال لیا گیا۔ اور اس کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک یہ معذور حالت میں بستر پر لیٹا رہا۔ (یہ دیکھئے Ian Wilson کی کتاب Exodus Enigma ۱۹۸۵) اب فرعون کے متعلق تو حضرت رسول اللہؐ کے زمانے میں اہل عرب کو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ اس کی لاش کہیں مل جائے گی۔ لاش کیا (یہ بھی علم نہ تھا کہ) اس کا کوئی وجود ایسا تھا جو ڈوب گیا اور پھر نکال لیا گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اس زمانے میں خبر دے دی۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ۔ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾ (سورۃ الفرقان: ۵۴) اور وہی ہے جو دو سمندروں کو ملا دے گا۔ یہ بہت میٹھا اور یہ سخت کھارا (اور) کڑوا ہے اور اُس نے ان دونوں کے درمیان (سرِ دست) ایک روک (اور) جدائی ڈال رکھی ہے جو پاٹی نہیں جا سکتی۔

اب یہ دو سمندر ملانے کا جو تصور ہے یہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کسی عرب کو نہیں تھا۔ بڑے سے بڑے عالم کو بھی یہ تصور نہیں تھا کہ دو ایسے بھی سمندر ہیں جو الگ الگ ہیں ان کے درمیان ایک ایسی روک ہے جو بظاہر پاٹی نہیں جا سکتی لیکن خدا تعالیٰ ایک دن ان کو ملا دے گا۔ اب دیکھئے یہ پیشگوئی کس شان کے ساتھ پوری ہوتی ہے۔ بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کا ذکر ہے۔ بحر الکاہل نسبتاً میٹھے پانی کا سمندر ہے اور بحر اوقیانوس کڑوے پانی کا۔ ان دونوں سمندروں کو چالیس میل لمبی نہر پانامہ کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے جو کہ امریکہ نے ۱۹۰۴ء سے لے کر ۱۹۱۴ء کے عرصہ میں بنائی۔ ان دونوں سمندروں کو ملانے کی ایک کوشش اس سے پہلے ۱۸۸۱ء سے لے کر ۱۸۸۹ء تک کی گئی تھی جو کامیاب نہ ہو سکی۔

اب سورہ رحمٰن کی ایک آیت ہے:۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ۔ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾ (سورۃ الرحمان: ۲۰ تا ۲۳) "وہ دو سمندروں کو ملا دے گا" تو وہ پہلے دو سمندر اور تھے یہ دو سمندر اور ہیں۔ اب نہر سویز کی بات ہو رہی ہے "وہ دو سمندروں کو ملا دے گا جو بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے سے ملیں گے۔" یعنی لہر در لہر جب وہ ملائے جائیں گے تو ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے ہوئے چلیں گے۔" (سرِ دست) اُن کے درمیان ایک روک ہے (جس سے) وہ تجاوز نہیں کر سکتے۔ پس (اے جن و اِنس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ دونوں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں"۔

ان آیات میں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ جن دو سمندروں کا ذکر ہے ان میں لؤلؤ اور مرجان یعنی موتی اور مونگے دونوں نکلتے ہیں اور جن دونوں کو آپس میں ملایا گیا ہے یَلْتَقِیَان میں مستقبل میں ان کا ملنا مراد ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایسے دو سمندروں کا لوگوں کو علم ہی نہیں تھا۔ پس یہ آپس میں ملنے کی پیشگوئی تو بہت دور کی بات تھی۔ یہاں بحر احمر اور بحر روم مراد ہیں جن کو نہر سویز کے ذریعے ملایا گیا ہے۔ ۱۸۵۴ء سے ۱۸۶۹ء کے عرصہ میں فرانس اور مصر کے مشترکہ خرچ سے ایک فرانسیسی انجینئر کی نگرانی میں یہ نہر تعمیر کی گئی تھی۔ اس کی لمبائی ۱۰۱ میل ہے۔

اب آنحضرت ﷺ کے زمانے میں دو مشرقوں کا کوئی سوال نہیں تھا ایک مشرق تھی اور ایک مغرب تھی۔ اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ﴾ (سورۃ الرحمن: ۱۸) دونوں مشرقوں کا ربّ اور دونوں مغربوں کا ربّ۔

اس آیت کریمہ میں دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر ہے حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ کے انسان کو صرف ایک مشرق اور ایک مغرب کا علم تھا۔ اس چھوٹی سی آیت میں آئندہ زمانہ کی یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس زمانے میں مشرقیں بھی زیادہ دریافت ہو جائیں گی اور مغربیں بھی۔

آسمان سے آگ کی بارش:۔ ﴿یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ۔ وَّ نُحَاسٌ فَلَا

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان

فون دوکان 0092-4524-212515

رہائش 0092-4524-212300

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

تَنۡتَصِرَانِ﴾ (الرحمن: ۳۶) تم دونوں پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے اور ایک طرح کا دھواں بھی۔ پس تم دونوں بدلہ نہ لے سکو گے۔

خلانورد سائنسدان راکٹوں میں بیٹھ کر جب آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو اُن کے اوپر اسی طرح شعلے لپکتے ہیں اور ان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ ان راکٹوں سے باہر کی فضا میں ایک سیکنڈ بھی سانس لے سکیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی جو تھی آنحضرتؐ کے زمانے میں بعید از قیاس تھی وہ پوری ہو چکی ہے۔

اب ایٹم بم اور دوسرے تباہ کن ہتھیاروں کی خبر:۔ مَاۤ اَدۡرٰکَ مَا الۡحُطَمَۃُ۔ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ۔ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ۔ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ۔ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ۔ (سورۃ الھمزۃ: ۶ تا ۱۰)۔ ''اور تجھے کیا بتائے کہ حُطَمَہ کیا ہے''۔ حطمہ سے مراد ہے ایٹم اور ایٹم اور حطم کا تلفظ ملتے ہیں۔ حُطَمہ کا جو اصل معنی ہے عربی میں وہ چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے ذرّے میں آگ بھڑکائی گئی ہے۔ اب کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہ چھوٹے سے ذرّے کے اندر اور ''وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں پر لپکے گی۔ یقیناً وہ اُن کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کئے گئے ہیں''۔

اب سائنسدان خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایٹم پھٹنے سے پہلے عمودی شکل میں لمبا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پھر جب وہ پھٹتا ہے تو پھر وہ تباہی آتی ہے اور اس کی آگ جو ہے وہ گرمی کی وجہ سے نہیں مارتی لوگوں کو بلکہ اس کی جو شعاعیں ہیں، ریڈیائی شعاعیں وہ گرمی کی شعاعوں سے پہلے جا کے دلوں کو اچک لیتی ہیں۔ اور بالکل یہی بات قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہے کہ بدنوں کو جھلسنے سے پہلے اس کی جو ریڈیائی طاقت ہے وہ دلوں کو بند کر دے گی۔ یہ تفسیر ہے سائنسدانوں نے جو لکھی ہے۔ کس طرح ایٹم پھٹتا ہے بعینہٖ قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ریڈیائی لہروں کے ذریعے جو دنیا میں اب تک بہت بڑی تباہی آچکی ہے ان میں ایک مثال ہیرو شیما اور ناگا ساکی کی ہے۔ میں نے بھی جا کے وہاں دیکھا ہے۔ ابھی تک بھی لوگ ایٹمی توانائی سے تباہ ہوئے ہوئے موجود تھے۔ یہ دونوں شہر بالکل تباہ ہو چکے اور دس لاکھ سے زیادہ لوگ مر گئے۔ اور وہ سارے کے سارے ایٹمی توانائی کے اثر سے اس کی جو قوت ہے ریڈیائی اس سے مرے ہیں، جلنے سے نہیں مرے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو صفت خبیر ظاہر ہوئی، جس شان سے اس کی میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر جایا کرتے تھے جو حضرت عبادہ بن ثابت کی بیوی تھیں وہ آپ کو کھانا پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؐ اُن کے گھر گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا پھر آپؐ کا سر سہلانے لگیں۔ اس دوران آپؐ کی آنکھ لگ گئی۔ پھر آپؐ مسکراتے ہوئے اٹھے تو حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش گئے جو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے سمندر کا سفر کر رہے تھے اور وہ بادشاہوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ یہ سن کر حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنادے۔ آپ نے دعا کی اور پھر سر رکھ کر سو گئے۔ اور پھر آپؐ مسکراتے ہوئے اٹھے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! اب آپؐ پھر کیوں ہنس رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ غازی پیش کئے گئے جیسا کہ آپؐ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ اس پر حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگون میں سے بنادے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہے۔ پھر حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں سمندری سفر پر روانہ ہوئیں۔ امیر معاویہ کے زمانے میں اور جب بندرگاہ سے سواری پر بیٹھ کر نکلیں تو (اس سے گر کر) ان کی وفات ہو گئی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تم شہیدوں میں شامل نہیں ہو گی اس سے پہلے ہی وفات آپ کی ہو گئی۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ. باب فضل الغزو فی البحر)

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کا ایک حصہ اپنے پاس جمع کیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے لئے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے بھی اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ چلوں کہ مریضوں کی دیکھ بھال کرسکوں۔ شاید مجھے بھی شہادت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے شہادت مقرر کر رکھی ہے اور آپ ان کو شہیدہ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو باجماعت نماز پڑھایا کریں۔ پس حضرت ام ورقہ کے پاس ایک مؤذن بھی تھا جو اذان دیتا تھا اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھایا کرتیں تھیں۔ اب عورتیں گھر کے اندر تو اذان دے سکتی ہیں مگر اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں ایک مؤذن بھی انہوں نے رکھا ہوا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان کی ایک لونڈی اور غلام نے ان کو شہید کر دیا اور دونوں بھاگ گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہوا تو آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بتایا کہ حضرت ام ورقہ کو ان کی لونڈی اور غلام شہید کر کے بھاگ گئے ہیں۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ وہ شہیدہ ہو گی۔ پھر قتل کرنے والوں کو پکڑ کر لایا گیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جنہوں نے قتل کیا تھا ان کو صلیب دی گئی۔ (مسند اسحاق بن راھویہ. جلد اوّل. صفحہ ۲۳۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے ایک شخص کو جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا کہا کہ یہ اصحاب النار میں سے ہے۔ جب جنگ ہوئی تو وہ بڑی دلیری سے لڑا اور بہت زخم کھائے۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جس شخص کے بارے میں کہہ رہے تھے وہ تو بڑی بہادری سے لڑا ہے آپ فرما رہے تھے وہ اہل نار میں سے ہے۔ ایک اور شخص کو بھی آپ کی بات پر شک گزرا۔ وہ وہاں پہنچا جہاں وہ زخمی ہوا ہوا پڑا تھا اور اس نے درد کی شدّت سے گھبرا کر وہیں اپنے ہاتھ سے خودکشی کرلی۔ پس رسول اللہ ﷺ کی یہ بات پوری ہوئی کہ وہ اہل نار میں سے تھا۔ (صحیح بخاری باب العمل بالخواتیم)

۷ ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے نام خطوط لکھے جن میں سے ایک خط کسریٰ شاہ ایران کے نام کا تھا۔ اس خط کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ابن سعد نے طبقات میں اور طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد اور طبری لکھتے ہیں کہ جب کسریٰ نے آنحضرت ﷺ کا خط پڑھا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہ خبر جب رسول اللہ کو پہنچی تو آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! اسی طرح کسریٰ کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ دوسری طرف کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر کو لکھا کہ حجاز میں ظاہر ہونے والا شخص، جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کو پکڑ کر لانے کے لئے دو جنگجو آدمی بھجواؤ۔ اس پر یمن کے گورنر باذان نے ایک خط لکھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف دو آدمی روانہ کر دیئے۔ جب وہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضورؐ نے خط دیکھا اور تبسم فرمایا۔ پھر آپؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی جس سے وہ گھبرا گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کل تک یہیں ٹھہرو۔ میں کل اس کا جواب دوں گا۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میرے ربّ نے تمہارے ربّ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ایک ایسی خبر تھی جو خدا تعالیٰ کے سوا کون دے سکتا تھا رسول اللہ ﷺ کو۔ جب وہ واپس گئے تو بیان کرتے ہیں کہ یمن سے واپس آنے والے ایک شخص نے اطلاع کی کہ رات ہمارا کسریٰ قتل ہو گیا ہے اور اپنے بیٹے کے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے۔ جب یہ باتیں یمن کے گورنر کو پہنچی تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم یہ باتیں تو عام انسان نہیں کرسکتا، یہ یقیناً کسی نبی کی باتیں ہیں۔ اور ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ باذان کو شیرویہ کسریٰ کے بیٹے کا خط پہنچا جس میں اس نے کسریٰ کے قتل کی خبر دی تھی اور رسول کریم ﷺ کی گرفتاری کے کسریٰ کے حکم کو موقوف کر دیا تھا۔ اس خط کے پہنچتے ہی باذان سمیت یمن میں مقیم سارے ایرانیوں نے اسلام قبول کرلیا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد. جلد ۱ صفحہ ۲۶۰. تاریخ الطبری لابن جریر الطبری. جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیش خبریاں جو یقیناً باخبر علیم خدا کی طرف سے دی گئی تھیں۔ ورنہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ اسی طرح پوری ہو جاتیں۔

ایک زمانے میں سلطنت برطانیہ کے مقابل پر روس کی سلطنت کو بہت بڑی عظمت حاصل تھی۔ اس زمانے میں زار روس کا اتنا غلبہ تھا کہ کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ بحالت زار پایا جائے گا۔ اس کی حالت غیر ہو جائے گی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ''زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار''

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں کی تھی۔ اس کے مطابق انقلاب روس میں زار اور اس کے خاندان کے ساتھ انتہائی ذلّت آمیز اور دردناک سلوک ہوا۔ پہلے وہ

بادشاہی سے دستبردار ہوا۔ پھر قید میں اذیت ناک زندگی گزاری اور ۱۶/جولائی ۱۹۱۸ء کو خاندان کے جملہ افراد کے ساتھ اسے قتل کر دیا گیا۔

اس کے قتل کے واقعات بڑے دردناک ہیں، اس کی بیوی کے ساتھ وہاں کے سپاہیوں نے اس کی آنکھوں کے سامنے بدفعلی کی۔ اور اس کا کوئی بس نہیں چلا اور بہت ہی دردناک حالت میں مارا گیا۔ دنیا کے اخباروں نے عملاً اسی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہامی شعر کا ترجمہ کیا کہ 'زار کی حالت زار' سب دنیا کے اخباروں نے یہی خبر شائع کی۔

اب حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب شہید اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل کی شہادت کی خبر:۔

۱۸۸۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو خبر دی گئی: "شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۱۰۔ تذکرہ صفحہ ۸۸ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

چنانچہ اس خبر کے مطابق حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل کے شاگرد تھے نہایت بے دردی سے وسط ۱۹۰۱ء میں سرزمین کابل میں شہید کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے افغانستان کے اس وقت کے امیر عبدالرحمن خان کو جو آپ کی شہادت کا باعث بنا تھا اس کو بھی اپنی قہری تجلی سے پکڑ لیا۔ چنانچہ ۱۰/ستمبر ۱۹۰۱ء کو اس پر فالج کا حملہ ہوا اور تمام دنیوی کوششوں کے باوجود وہ اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گیا اور بالآخر ایک ماہ بعد ۳/اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو ۱۴/جولائی ۱۹۰۳ء بروز منگل بڑے دردناک طریقہ سے کابل میں شہید کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی شہادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اب عجیب بات ہے کہ اس زمانے میں ایک ایسی اندھیری چلی ہے جس کا اس سے پہلے کابل کی تاریخ میں کوئی ذکر نہیں ملتا کہ وہ زمانہ اندھیریوں کے چلنے کا ہے۔ وہ سرخ رنگ کی آندھی تھی اور بہت ہی خوفناک تھی، انگریزوں کا ایک نمائندہ اس زمانے میں وہاں موجود تھا اس نے بھی تفصیل سے لکھا ہے کہ ایسی آندھی کا کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس زمانے میں اس موسم میں یہ آندھی چلا کرتی ہے اور اس کے ساتھ ایک وبا پھیل گئی، کچھ جراثیم تھے اس آندھی میں جس کی وجہ سے ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی اور سخت گرمی میں، مئی، جون میں تو ہیضہ نہیں پھیلا کرتا تو ہیضہ پھوٹ پڑا اور سردار نصر اللہ خان کی بیوی اور نوجوان لڑکا بھی ہیضہ کا شکار ہو گئے۔ نصر اللہ خان وہی تھا جس نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید پر قتل کا فتویٰ دائر کیا تھا۔ اس کے متعلق آتا ہے، اس نے وہی انگریز جو نمائندہ تھا اس نے لکھا ہے کہ اس کی حالت پاگلوں کی طرح ہو چکی تھی۔ ایک کمرے سے دوسرے میں جاتا تھا۔ آوازیں دیتا تھا اپنی بیوی کو کہ تم کہاں ہو اس کا کوئی نشان نہیں ملتا تھا۔ تو اس قدر قہری تجلی خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور آج تک بھی یہ جاری ہے۔ زمین کابل، اب لعنتی ہو چکی ہے اور جس قسم کی تباہی پہلے آئی تھی وہ اتنی دیر پہلے گزر چکی ہے اور ابھی تک اس نے پیچھا نہیں چھوڑا۔

حضرت ملک غلام حسین صاحبؓ ولد میاں کریم بخش صاحب سکنہ رہتاس ضلع جہلم نے اندازاً ۱۸۹۱ء میں بیعت کی، ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضورؑ کے حکم پر ۱۸۹۴ء میں ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ حضورؑ نے آپ کا نام ۳۱۳/صحابہ کی فہرست میں آئینہ کمالات اسلام میں درج فرمایا ہے۔ آپ نانبائی تھے اور لنگر خانہ کا کام بھی خود سرانجام دیا کرتے تھے۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ حضرت صاحب شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور بچے حضورؑ کو دبایا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اور لڑکا جلال جو چپڑی کا تھا اور مغل تھا، وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المومنین بھی پاس بیٹھے تھے۔ یکدم حضرت صاحب نے جو آنکھ کھولی اور فرمایا "محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا"۔

اب ایک نانبائی کا لڑکا، نان لگایا کرتا تھا لنگر خانے میں، اس کے لڑکے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ والسلام نے فرمایا وہ ڈپٹی کمشنر بنے گا۔ اب پیشگوئی دیکھئے کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ محمد حسین نے میٹرک کا امتحان اول پوزیشن میں پاس کر لیا۔ اس کے بعد محکمہ نہر میں پھر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے دفتر میں ملازمت اختیار کر لی۔ کچھ عرصہ بعد یہ نوکری چھوڑ کر رہتاس آ گئے اور پھر انگلستان سے بیرسٹری پاس کر کے افریقہ میں پریکٹس شروع کی۔ وہاں بہت شہرت پائی۔ اس دوران نیروبی کے ڈپٹی کمشنر نے غالباً چار ماہ کی رخصت لی تو اس کی جگہ محمد حسین کو قائمقام ڈپٹی کمشنر مقرر کر دیا گیا۔ دیکھئے کس زمانے کی بات اور کس شان سے پوری ہوئی۔ ایک نانبائی کا لڑکا ڈپٹی کمشنر بن گیا۔

(رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۹۵ تا ۹۹)

مرزا قدرت اللہ صاحب ساکن محلہ چابک سواراں لاہور نے بیان کیا کہ: "غالباً ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح کی سیر کے لئے تشریف لے گئے...... جب ہم اُس گاؤں کے بیچ میں پہنچے جو نواں پنڈ کے نام سے مشہور ہے...... تو خلیفہ رجب الدین نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب نے اس مقام پر جہاں سے ریلوے لائن گزرے گی، اپنے سونٹا سے نشان کر دیا ہے۔ اب دیکھئے ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے اور ریلوے بہت مدت کے بعد ۱۹۲۸ء میں آئی ہے۔ اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشان ڈالا تھا بعینہٖ وہاں ریلوے کی پٹڑی بچھائی گئی ہے۔ ریلوے کا واقعہ ایک یہ بھی ہے کہ ۱۹۲۸ء میں میری پیدائش کے ایک دن بعد ریلوے آئی ہے۔ تو میں ہنس کے کہا کرتا تھا کہ وہ آخری مسافر جو پیدل آیا قادیان میں وہ میں تھا اس کے بعد پھر ریلوے شروع ہو گئی۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

" خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلے کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمے سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا...... سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا"۔ (تجلیات الٰہیہ۔ صفحہ ۲۰، ۲۱)

ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ بچپن میں آپ بولتے نہیں تھے اور ان کے والد مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا مولوی راجیکی صاحب سے تو کہا کہ یہ میرا بچہ ہے بڑا اچھا لگتا ہے ہوشیار لیکن بولتا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ فکر نہ کرو ایسا بولے گا کہ ساری دنیا سنے گی۔ چنانچہ ڈاکٹر سلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ کی بات سب دنیا نے پھر سنی۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:) دوست یہ شکوہ کرتے رہتے ہیں کہ میں زیادہ لمبا خطبہ دے دیتا ہوں۔ مگر مجبوری ہے بعض چیزیں سمجھانی پڑتی ہیں۔ اس سلسلے میں میں عراق کے متعلق بھی بعض باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ بہت بڑی تباہی آئی ہے۔ اتنی کہ دل دہل جاتے ہیں اور جو اب تصویریں دکھا رہے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جن ہاتھوں نے انہیں زخمی کیا ہے وہی ہاتھ اب مرہم پٹی بھی کر رہے ہیں اور اس کو بنی نوع انسان کی خدمت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ ساری دنیا میں پراپیگنڈا ہو رہا ہے کہ دیکھو ہم مظلوم عراقیوں کو پانی بھی دے رہے ہیں اور روٹی بھی دے رہے ہیں کپڑے بھی دے رہے ہیں حالانکہ ان کا پانی انہوں نے چھینا، ان کی روٹی انہوں نے چھینی، ان کے کپڑے بھی یہ چھین کر لے گئے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان قوموں سے کیا سلوک کرے گا۔ ہمیں تو ان پر رحم ہی آتا ہے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

****

عصرِ حاضر میں اخلاق کی درستی کیلئے قرآنی تعلیمات

از: مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد، قادیان

کائنات کی ہر چیز خدا کی پیدا کردہ ہے۔ یعنی خدا خالق ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ مخلوق ہے۔ لیکن نوع انسان کو چھوڑ کر باقی دیگر مخلوقات خواہ وہ حیوانات سے تعلق رکھتی ہوں یا نباتات سے یا جمادات سے تعلق رکھتی ہوں کسی پر بھی با اخلاق ہونے کی تعریف صادق نہیں آتی۔ کیونکہ خالق حقیقی نے اُن کو صرف ظاہری اور جسمانی پیدائش یعنی خَلق سے وجود بخشا ہے اور باطنی پیدائش جس کو خُلق کہا جاتا ہے صرف اور صرف نوع انسان ہی کیلئے مختص ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض خُلق مثلاً اپنے بچوں پر رحم کرنا اور اپنے محسن اور مالک کے ساتھ وفاداری دکھانا وغیرہ جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن محض اس وجہ سے اُن کو با اخلاق نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ یہ سب طبعی حالتیں ہیں اور طبعی حالتیں اسی وقت اخلاق میں شمار ہوتی ہیں جب وہ عقل و شعور کے تابع ارادہ کے ساتھ موقع اور محل کے مطابق کام میں لائی جائیں اور چونکہ عقل و شعور کو ارادہ کے ساتھ استعمال کرنا صرف اُسی انسان کا کام ہے جو عقلمند اور باشعور ہونے کے ساتھ ساتھ ذاتی ارادہ پر عملدرآمد کی قدرت بھی رکھتا ہو۔ اس لئے با اخلاق ہونے کی تعریف صرف انسان ہی پر صادق آتی ہے۔

اخلاق کی تعریف سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ ظاہری پیدائش اور باطنی پیدائش کی حقیقت کو سمجھا جائے اس غرض کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' سے ایک اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''اس جگہ بہتر ہوگا کہ میں خُلق کے لفظ کی بھی کسی قدر تعریف کردوں۔ سو جاننا چاہئے کہ خَلق خا کی فتح سے ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ اور خُلق خا کے ضمہ سے باطنی پیدائش کا نام ہے۔ اور چونکہ باطنی پیدائش اخلاق سے ہی کمال کو پہنچتی ہے۔ نہ صرف طبعی جذبات سے۔ اس لئے اخلاق پر ہی یہ لفظ بولا گیا ہے۔ طبعی جذبات پر نہیں بولا گیا۔ اور پھر یہ بات بھی بیان کردینے کے لائق ہے کہ جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ خُلق صرف حلیمی اور نرمی اور انکساری کا نام ہے۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ بلکہ جو کچھ بمقابلہ ظاہری اعضا کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئی ہیں۔ ان سب کیفیتوں کا نام خُلق ہے۔ مثلاً انسان آنکھ سے روتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر دِل میں ایک قوت رقّت ہے۔ وہ جب بذریعہ عقلِ خداداد کے اپنے محل پر مستعمل ہو تو وہ ایک خُلق ہے۔ ایسا ہی انسان ہاتھوں سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو شجاعت کہتے ہیں۔ پس جب انسان محل پر اور موقع کے لحاظ سے اُس قوت کو استعمال میں لاتا ہے تو اُس کا نام بھی خُلق ہے۔ اور ایسا ہی انسان کبھی ہاتھوں کے ذریعہ سے مظلوموں کو ظالموں سے بچانا چاہتا ہے۔ یا ناداروں اور بھوکوں کو کچھ دینا چاہتا ہے یا کسی اور طرح سے بنی نوع کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دِل میں ایک قوت ہے جس کو رحم بولتے ہیں اور کبھی انسان اپنے ہاتھوں کے ذریعہ سے ظالم کو سزا دیتا ہے۔ اور اس حرکت کے مقابل پر دِل میں ایک قوت ہے جس کو انتقام کہتے ہیں۔ اور کبھی انسان حملہ کے مقابل پر حملہ کرنا نہیں چاہتا اور ظالم کے ظُلم سے درگذر کرتا ہے۔ اور اس حرکت کے مقابل پر دِل میں ایک قوت ہے جس کو عفو اور صبر کہتے ہیں۔ اور کبھی انسان بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کیلئے اپنے ہاتھوں سے کام لیتا ہے یا پیروں سے یا دل اور دماغ سے۔ اور اُن کی بہبودی کیلئے اپنا سرمایا خرچ کرتا ہے۔ تو اس حرکت کے مقابل پر دِل میں ایک قوت ہے جس کو سخاوت کہتے ہیں۔ پس جب انسان ان تمام قوتوں کو موقع اور محل کے لحاظ سے استعمال کرتا ہے تو اس وقت انکا نام خُلق رکھا جاتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○

یعنی تو ایک بزرگ خُلق پر قائم ہے۔

سو اسی تشریح کے مطابق اس کے معنی ہیں یعنی یہ کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت، شجاعت، عدل، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ادب، حیا، دیانت، مروّت، غیرت، استقامت، عفت، زہادت، اعتدال، مواسات یعنی ہمدردی، ایسا ہی شجاعت، سخاوت، عفو، صبر، احسان، صدق، وفا وغیرہ۔ جب یہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبّر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقع پر ظاہر کی جائیں گی تو سب کا نام اخلاق ہوگا۔ اور یہ تمام اخلاق درحقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں اور صرف اس وقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقع کے لحاظ سے بالارادہ ان کو استعمال کیا جائے چونکہ انسان کے طبعی خواص میں سے ایک یہ بھی خاصہ ہے کہ وہ ترقی پذیر جاندار ہے۔ اس لئے وہ سچے مذہب کی پیروی اور نیک صحبتوں اور نیک تعلیموں سے ایسے طبعی جذبات کو اخلاق کے رنگ میں لے آتا ہے۔ اور یہ امر کسی اور جاندار کیلئے نصیب نہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ۳۲تا۳۴)

اس تمہید کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان کو کیوں با اخلاق بننا ضروری ہے۔ کیوں وہ وحشیوں کی طرح ہر قسم کی معاشرتی قیود اور پابندیوں سے آزاد نہیں سمجھا جاتا۔ یہ کیا بات ہے کہ جانوروں کو تو ننگا پھرتا دیکھ کر کسی کو شرم نہیں آتی مگر کسی انسان کو ننگا پھرتا دیکھ کر انسان شرم محسوس کرتا ہے۔ وہی جنسی تعلقات جن کو قائم کرنے کیلئے انسان خلوتیں ڈھونڈتا پھرتا ہے مگر جانوروں کو سنسان جنگلوں اور بھرے بازاروں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا!۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جو انسانوں کو وحشیوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اور یہ فرق اس بناء پر ہے کہ قدرت کی طرف سے انسان کو اچھے اور برے کی تمیز سکھائی گئی ہے جائز اور ناجائز۔ حلال اور حرام کی تمیز اور حکمت سمجھائی گئی ہے۔ جبکہ جانوروں کو یہ تمیز سمجھنے کی صلاحیت تھی اور نہ اس کے لئے اُن کو مکلف کیا گیا۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ انسان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:-

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔

(سورۃ الشمس آیت۹)

اِس آیت کا بامحاورہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ یہ ہے کہ:

پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی بے اعتدالیوں اور اُس کی پرہیزگاریوں کی تمیز کرنے کی صلاحیت کو اُس کی فطرت میں ودیعت کردیا ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں اچھے اور بُرے اور جائز و ناجائز اور حلال و حرام میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھ دی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے باوجود انسان برائیوں میں مبتلا ہو جاتا اور حلال کو چھوڑ کر حرام کھانے لگ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان کی فطرت میں جو صلاحیت رکھی گئی ہے وہ بالقوۃ ہے یعنی Potential موجود ہے مگر اس کو بالفعل بنانے اور استعمال کرنے اور چمکانے کیلئے ضروری ہے کہ:

۱- تفصیل سے تعلیم دیکر سمجھایا جائے کہ یہ بُری باتیں ہیں اور یہ اچھی باتیں ہیں۔

۲- دوسرے یہ کہ ان کے نفع و نقصانات سے آگاہ و متنبہ کیا جائے۔

۳- تیسرے یہ کہ قولی اور فعلی وعظ و نصیحت بار بار کی جاتی رہے۔

قرآن کریم نے ہر سہ مذکورہ بالا طریق پر انسان کے طبعی تقاضوں کو انسانیت اور شریعت کے دائرہ میں لانے اور پھر ایک متمدن انسان سے با اخلاق انسان بنانے کیلئے کافی رہنمائی فرمائی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم نے سب سے پہلے انسان کو وحشیانہ زندگی سے ممتاز کرنے اور اُس کی تمام طبعی حالتوں کو متمدن بنانے اور مرکز اعتدال پر قائم کرنے کیلئے جو بنیادی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی میں سورۃ نساء۔ سورۃ مائدہ۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ بقرہ۔ سورۃ مجادلہ۔ سورۃ اعراف۔ سورۃ احزاب۔ سورۃ المدثر۔ سورۃ لقمٰن اور سورہ الذّریات کی بعض آیات درج کر کے ان کا بامحاورہ ترجمہ کر کے بیان فرمائی ہیں۔ ذیل میں صرف ترجمہ درج کیا جارہا ہے۔

ترجمہ: یعنی تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں۔ اور ایسا ہی تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کے پہلے خاوند سے لڑکیاں جن سے تم صحبت ہو چکے ہو۔ اور اگر تم اُن سے ہم صحبت نہیں ہوئے تو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی عورتیں اور ایسے ہی دو بہنیں ایک وقت میں۔ یہ سب کام جو پہلے ہوتے تھے آج تم پر حرام کیے گئے۔ یہ بھی تمہارے لئے جائز نہ ہوگا کہ جبراً عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ یہ بھی جائز نہیں کہ تم اُن عورتوں کو نکاح میں لاؤ جو تمہارے باپوں کی بیویاں تھیں۔ جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ پاکدامن عورتیں تم میں سے یا پہلے اہلِ کتاب میں سے تمہارے لئے حلال ہیں کہ ان سے شادی کرو۔ لیکن جب مہر قرار پا کر نکاح ہو جائے۔ بدکاری جائز نہیں اور نہ چھپا ہوا یارانہ۔ عرب کے جاہلوں میں جس شخص کے اولاد نہ ہوتی تھی بعض میں یہ رسم تھی کہ اُن کی بیوی اولاد کیلئے دوسرے سے آشنائی کرتی۔ قرآن شریف نے اس صورت کو حرام کردیا۔ مسافحت اسی بد رسم کا نام ہے۔

پھر فرمایا کہ تم خودکشی نہ کرو۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اور دوسرے گھروں میں وحشیوں کی طرح خود بخود بے اجازت نہ چلے جاؤ۔ اجازت لینا شرط ہے۔ اور جب تم دوسروں کے گھروں میں جاؤ تو داخل ہوتے ہی السلام علیکم کہو۔ اور اگر اُن گھروں میں کوئی نہ ہو تو جب تک کوئی مالک خانہ تمہیں اجازت نہ دے اُن گھروں میں مت جاؤ۔ اور اگر مالک خانہ یہ کہے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ۔ اور

گھروں میں دیواروں پر سے کود کر نہ جایا کرو بلکہ گھروں میں ان گھروں کے دروازہ میں سے جاؤ۔ اور اگر کوئی تمہیں سلام کہے تو اس سے بہتر اور نیک تر اس کو سلام کہو۔ شراب اور قمار بازی اور بُت پرستی اور شگون لینا یہ سب پلید اور شیطانی کام ہیں۔ ان سے بچو۔ مُردار مت کھاؤ۔ خنزیر کا گوشت مت کھاؤ۔ بُتوں کے چڑھاوے مت کھاؤ۔ لاٹھی سے مارا ہوا مت کھاؤ۔ گر کے مرا ہوا مت کھاؤ۔ سینگ لگنے سے مرا ہوا مت کھاؤ۔ درندہ کا پھاڑا ہوا مت کھاؤ۔ بُت پر چڑھایا ہوا مت کھاؤ۔ کیونکہ یہ سب مُردار کا حکم رکھتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ پوچھیں کہ پھر کھائیں کیا؟ تو جواب یہ دے کہ دنیا کی تمام پاک چیزیں کھاؤ۔ صرف مُردار اور مُردار کے مشابہ اور پلید چیزیں مت کھاؤ۔

اگر مجلسوں میں تمہیں کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھو۔ یعنی دوسروں کو جگہ دو تو جلد جگہ کشادہ کر دو تا دوسرے بیٹھیں۔ اور اگر کہا جائے کہ تم اُٹھ جاؤ تو پھر بغیر چون و چرا کے اُٹھ جاؤ۔ گوشت دال وغیرہ سب چیزیں جو پاک ہوں بیشک کھاؤ۔ مگر ایک طرف کی کثرت مت کرو۔ اور اسراف اور زیادہ خوری سے اپنے تئیں بچاؤ۔ لغو باتیں مت کیا کرو۔ محل اور موقعہ کی بات کیا کرو۔ اپنے کپڑے صاف رکھو۔ بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور مَیل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غُسل کرتے رہو۔ اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو نہ بہت اونچا بولا کرو نہ بہت نیچا۔ درمیان کو نگاہ رکھو یعنی باستثناء وقتِ ضرورت کے۔ چلنے میں بھی نہ بہت تیز چلو اور نہ بہت آہستہ۔ درمیان کو نگاہ رکھو۔ جب سفر کرو تو ہر ایک طور پر سفر کا انتظام کر لیا کرو۔ اور کافی زادِ راہ لے لیا کرو تا گداگری سے بچو جنابت کی حالت میں غُسل کر لیا کرو۔ جب روٹی کھاؤ تو سائل کو بھی دو۔ اور کُتّے کو بھی ڈال دیا کرو اور دوسرے پرند وغیرہ کو بھی اگر موقع ہو۔ یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں شاید تمہارا نفس اُن پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور اُن کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو۔ اور اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو۔ گو ضرورت پیش آوے۔ چار کی حد جو لگا دی گئی ہے وہ اس مصلحت سے ہے کہ تا تم پُرانی عادت کے تقاضے سے افراط نہ کرو۔ یعنی صدہا تک نوبت نہ پہنچاؤ۔ یا یہ کہ حرام کاری کی طرف جھک نہ جاؤ اور اپنی عورتوں کو مہر دو۔

غرض یہ قرآن شریف کی پہلی اصلاح ہے جس میں انسان کی طبعی حالتوں کو وحشیانہ طریقوں سے کھینچ کر انسانیت کے لوازم اور تہذیب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۷ تا ۳۹)

قرآن کریم نے اخلاقِ حسنہ یعنی اچھے اخلاق مثلاً امانت، ایثار، تواضع، توکل، سچائی، شکر، عفو، صبر، پاکدامنی، صلہ رحمی، صفائی، حسن ظن، عدل و احسان، ایفاء عہد وغیرہ اور اخلاق سیئہ یعنی بُرے اخلاق مثلاً بخل، بدگمانی، تحقیر و تمسخر، حسد، فضول خرچی، غیبت، جھوٹ، خیانت، چوری، زنا وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ان کی تفصیل بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں ہے۔ البتہ اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہونے اور بُرے اخلاق سے بچتے رہنے کے لئے قرآن کریم نے بعض جو اصولی ہدایات بیان فرمائی ہیں اُن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ شنوائی اور بینائی اور دل کو پاک رکھنے کی ہدایت:-

(الف) اللہ تعالیٰ سورہ مومنون کی آیت ۷۹ میں فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ○

ترجمہ: اور وہ خدا ہی ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کیا ہے۔ لیکن تم بالکل شُکر نہیں کرتے۔

(ب) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا○ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۳۷)

ترجمہ: اور اے مخاطب جس بات کا تجھے علم نہ ہو اُس کی اتباع نہ کیا کر (کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق تجھ سے پوچھا جائے گا۔

ان آیات میں قوت سماعت اور قوت بصارت اور دل کی قوتوں کی حفاظت کرنے اور ان سے اچھے رنگ میں فائدہ اُٹھانے اور اللہ کا شکر ادا کرنے اور ان کے غلط استعمال سے بچتے رہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ اکثر اخلاقی خرابیاں ان ہی طاقتوں کے غلط استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ ان کی بھی لمبی تفصیل ہے مختصر یہ کہ بُرا سننے، بُرا دیکھنے اور بُرا سوچنے سے ہمیشہ احتیاط کرنی چاہئے اور ان نعمتوں کی ہمیشہ قدر کرنی چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے متعلق جواب طلبی فرمائے گا۔ ہاں دل کے بارہ میں اس قدر وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ بعض اوقات سماعت اور بصارت سے زیادہ اکیلا دل ہی انسان کو ہلاکت کی طرف لیجانے کیلئے کافی ہو جاتا ہے چنانچہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہؓ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کفی بِالْمَرْءِ اَنْ يَّحْتَقِرَ اَخَاهُ کہ ایک انسان کی روحانی ہلاکت کیلئے اس قدر گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس حقارت کا اظہار کبھی کانوں اور کبھی آنکھوں سے بھی ہوتا ہے۔ لیکن اگر کانوں اور آنکھوں سے اس کا اظہار نہ بھی ہو تو صرف دل میں ہی کسی کو حقیر سمجھ لے تو یہ بھی انسان کو بد اخلاق بنانے کیلئے کافی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے ارشاد فرمایا کہ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا. اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا. وَهُوَ يُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ۔ کہ دیکھو کسی دوسرے انسان کو حقیر سمجھنا تقویٰ کے خلاف بات ہے اور تقویٰ کا صدر مقام دل ہے اور اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ اسی ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔'' نیز اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:-

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

پس یہ بنیادی اُصول ہے کہ بُرے اخلاق سے بچنے اور نیک اور پاکیزہ اور اعلیٰ اخلاق سے مزین ہونے کیلئے انسان اپنے دل اور اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے۔

۲۔ دوسرا بنیادی اُصول بُرے اخلاق سے بچنے اور اعلیٰ اخلاق سے مزیّن ہونے کیلئے یہ ہے کہ حلال اور طیب رزق استعمال کیا جائے کیونکہ ہمارے اکل و شرب یعنی کھانے پینے کا ہمارے اخلاق اور ہماری روحانی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں اس سچے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''ایسا ہی تجربہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ طرح طرح کی غذاؤں کا بھی دماغی اور دلی قوتوں پر ضرور اثر ہے۔ مثلاً ذرہ غور سے دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ کبھی گوشت نہیں کھاتے رفتہ رفتہ اُن کی شجاعت کی قوت کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ نہایت دل کے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور ایک خداداد اور قابلِ تعریف قوت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی شہادت خدا کے قانون قدرت سے اس طرح پر بھی ملتی ہے کہ چارپایوں میں سے جس قدر گھاس خور جانور ہیں کوئی بھی اُن میں سے وہ شجاعت نہیں رکھتا جو ایک گوشت خور جانور رکھتا ہے۔ پرندوں میں بھی یہی بات مشاہدہ ہوتی ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ اخلاق پر غذاؤں کا اثر ہے۔ ہاں جو لوگ دن رات گوشت خوری پر زور دیتے ہیں اور نباتی غذاؤں سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں وہ بھی حلیم اور انکسار کے خُلق میں کم ہو جاتے ہیں۔ اور میانہ روش کو اختیار کرنے والے دونوں خُلق کے وارث ہوتے ہیں''۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۵-۱۶)

چنانچہ پاکیزہ چیزیں استعمال کرنے اور حدِّ اعتدال میں رہنے کے متعلق قرآن کریم یہ ہدایت فرماتا ہے۔

(الف) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (بقرہ:۱۶۹)

ترجمہ: اے لوگو! اُس میں سے حلال اور طیب کھاؤ جو زمین میں ہے۔ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کُھلا کُھلا دشمن ہے۔

(ب) فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (النحل:۱۱۵)

ترجمہ: پس جو کچھ اللہ نے تمہیں رزق عطا کیا ہے اُس میں سے حلال اور طیب کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو۔

(ج) وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ (الاعراف:۳۲)

ترجمہ:- اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(د) وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ (الفرقان:۶۸)

ترجمہ:- اور اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ بخل کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

ان تعلیمات پر عمل کرنے سے یعنی حلال اور مزاج اور طبیعت کے مناسب حال غذا کے استعمال کرنے اور حدِ اعتدال کے اندر رہنے اور اسراف سے بچتے رہنے کے نتیجہ میں انسان جہاں پاکیزگی قلب و ذہن کو حاصل کر سکتا ہے اور جسمانی صحت کو بحال اور موزوں حالت میں رکھتے ہوئے باطنی قویٰ کی بھی حفاظت کر سکتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں حلیم و بُردباری اور ہمت و شجاعت اور مُروّت و سخاوت اور عفت و غیرت اور امانت و دیانت اور ہمدردی و غمخواری جیسے پاک اخلاق اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے وہاں بے حیائی و بزدلی۔ بخل اور سنگدلی بے غیرتی اور بے اعتدالی وغیرہ جیسے بُرے اخلاق سے بچ سکتا ہے۔

۳۔ اسی طرح ایک اور بنیادی اُصول اخلاق کی درستی کیلئے یہ ہے کہ انسان اپنے غُصہ پر قابو پانے کی توفیق حاصل کرلے اور صبر کو کام میں لائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر انسان کی مختلف طبائع ہوتی ہیں۔ کوئی فطرتاً نرم دل اور بطئ الغضب ہوتا ہے یعنی اُس کو بہت کم یا دیر سے غصہ آتا ہے اور بعض فطرتاً سخت دل اور سریع الغضب یعنی جلد بھڑک اُٹھنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم کی پاک تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انسان اپنے غصہ کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کرے اور صبر سے کام لیتے ہوئے معاف کرنے کی عادت ڈالے تو بہت سی بُرائیوں اور بداخلاقیوں سے بچ سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی ہدایات یہ ہیں:

(الف) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ

بقایا صفحہ (۱۹) پر ملاحظہ فرمائیں

خدمت قرآن اور جماعت احمدیہ

مکرم برہان احمد ظفر ناظر نشرو اشاعت قادیان

خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں آخری زمانہ کی بہت سی علامات بیان کی ہیں اُن میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو بھلادیں گے گویا کہ اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیں گے۔ اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان آیت ۳۱)

یعنی اور رسول نے کہا اے میرے رب! میری قوم نے تو اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔ آج کے زمانہ میں یہ بات ہمیں پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ قرآن کریم کو صرف ایک پاک کتاب کی حیثیت سے مانتا ہے نہ اُس کو پڑھتا ہے نہ اُسپر غور کرتا ہے نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے اور آج کے زمانہ میں قرآن کریم کی صداقت عملی طور پر کھل کر سامنے آگئی ہے۔

ایسے زمانہ میں خدمت قرآن جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن کا اپنوں کو ہی نہیں بلکہ غیروں کو بھی اعتراف ہے۔ اور دنیا بھر کی زبانوں میں قرآن کریم کے جو تراجم ہر سال جماعت کی طرف سے شائع ہو رہے ہیں ساری دُنیا میں اس عمل کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ اخبار الاردن عمان نے اپنی ۲۱ نومبر ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں جبکہ انگریزی تفسیر کی صرف دو ہی جلدیں شائع ہوئی تھیں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"اپنی دنیوی مصروفیات میں بیحد مشغول و منہمک ہونے کے باوجود لوگ تحریک احمدیت اور اس کی نتیجہ خیز کوششوں اور ساتوں براعظموں میں تبلیغ و اشاعت اسلام کیلئے جدو جہد اور قربانیوں کو استعجاب و پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ گذشتہ جنگ عالمگیر کے چند سالوں میں ان کا عظیم ترین و نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے امام جماعت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی راہنمائی اور آپ کی زیر ہدایات مختلف رائج الوقت کئی غیر ملکی اہم زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کئے ہیں۔ جیسے انگریزی، فرنچ۔ روسی، اطالوی اور ہسپانوی وغیرہ۔ انگریزی ترجمہ جو زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکا ہے دیکھ کر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قرآن مجید کے جتنے بھی انگریزی تراجم اس سے قبل شائع ہو چکے ہیں یہ ان سب پر فوقیت لے گیا ہے۔ کیا بلحاظ طباعت کی خوبی اور دیدہ زیب ہونے کے اور کیا بلحاظ اپنی عمدگی اور ترتیب و با محاورہ ترجمہ ہونے کے اور کیا بلحاظ لفظی ترجمہ کی صحت کے اور کیا بلحاظ اس کی تشریح و تفسیر کے جو جدید اسلوب و پیرایہ میں ایک مبسوط تفسیر ہے جسے پڑھ کر نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے کہ حضرت امام جماعت علم دین کے رموز و حقائق اور اس کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم اور روحانیت سے متعلق جملہ علوم سے غیر معمولی طور پر بہرہ ور ہیں اور دین کے بارہ میں بھرپور علم رکھتے ہیں...... اس جدید تفسیر کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اسلام پر اعتراضات کے جواب اصل اسلام کو مدّ نظر رکھ کر دیئے ہیں۔ وہ حقیقی اسلام جس میں تمام لوگ اپنے رب سے ملاقات کا طریق مستقیم پاتے ہیں۔ بالخصوص ایسے وقت میں جبکہ سالکین کے سامنے بے شمار راستے رونما ہو چکے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ اصل راستہ سے بہت دور جا پڑے ہیں۔

جناب امام جماعت احمدیہ نے اپنی اس تفسیر میں دشمنانِ اسلام کا بخوبی رد کیا ہے بالخصوص مستشرقین کے پیدا کردہ غلط خیالات اور ان کے اعتراضات کا جواب بے نظیر علمی رنگ میں دیا ہے۔ (اخبار الاردن عمان (شرق الاردن) ۲۱ نومبر ۱۹۴۸ء)

خدمت قرآن کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دنیا میں بہت سے مفسرین نے قرآن کریم کی تفاسیر لکھیں اور ان پر خوب حاشیے چڑھائے گئے اور اُن کی تفاسیر عارفانہ حقیقتوں کو بیان کرنے والی اور قصوں کہانیوں کو زیادہ پیش کرنے والی تھیں۔ اُن میں اس قدر اسرائیلی روایات کا دخل عمل ہوا اور اس قدر زور دار طریق سے لکھی گئیں کہ وہ قصے قرآن کریم کی تفاسیر کا حصہ بن گئے خواہ قرآن کریم میں اُن قصوں کا کوئی اشارہ بھی موجود نہ ہو بعد میں انہیں روایات اور قصوں کہانیوں کو اسلام دشمن مخالفوں نے اٹھایا اور اسلام پر حملے شروع کر دیئے اور اُن حملوں کا جواب کسی کے پاس نہ تھا کیونکہ تفسیریں کرنے والے عرفان الٰہی سے عاری ہو چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی نے اسلام کو ہر قسم کے حملوں سے محفوظ کرنا تھا اور اس گرد و غبار کو دور کرنا تھا جو اسلام کے حسین چہرہ پر ہر طرف سے پوتی جارہی تھی اس لئے ضروری تھا کہ آنے والا مسیح قرآن کریم کی بھی وہ حقانیت لوگوں کے سامنے پیش کرے جو کسی دوسرے نے پیش نہ کی ہو۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں بیان فرمایا ہے کہ:۔

"قرآن شریف صرف قصہ گو کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے ہر ایک قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۹)

نیز آپ نے فرمایا۔

"مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ مَیں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار ان کو بلایا تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا ہے اللہ جلشانہ کا ایک نشان ہے"

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۱)

پس یاد رکھنا چاہئے کہ خدمت قرآن کا اصل بیڑا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اٹھایا اور وہ علوم آپ نے دنیا والوں کے سامنے پیش کئے جو کہ آئندہ قیامت تک نئے نئے علوم کے ظاہر کرنے کا سوتا کہلائیں گے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے مجھے ایک سماوی آدمی مانو پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر اور حکم بن کر آیا ہے۔ جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہونگے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دیگا وہی صحیح ہوگی"

(الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدمت قرآن کی جو بنیاد قائم فرمائی اس کے بعد انہیں کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفاسیر میں پیش کیا پھر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر کے نام سے جو تفسیر پیش فرمائی اُس نے دُنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے تفسیر کبیر کی جلدوں کا جب مطالعہ کیا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت قرآن کے گن گائے بنا نہ رہ سکے آپ نے لکھا۔

"تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے "حسن" سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے آپ کی تبحر علمی آپ کی وسعت نظر آپکی غیر معمولی فکر و فراست آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اسکی تمام جلدیں دیکھ سکتا کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا آپ نے ھؤلاء بناتی کی تفسیر کرتے ہوئے تمام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے۔ (الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی خدمت قرآن کے سلسلہ میں مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہونے شروع ہو گئے تھے پھر یہ سلسلہ خلافت ثالثہ کے دور میں بھی جاری رہا۔ جبکہ خلافت رابعہ کے دور میں اس میں اس قدر تیزی آگئی کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے آپ نے دنیا کی معروف سو زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کروا کر ساری دنیا کے سامنے پیش کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور اس کے پہلے مرحلہ کے طور پر خدمت قرآن کے نظریہ سے آپ نے قرآن کریم کی منتخبہ آیات کے تراجم دنیا کی ایک سو سترہ زبانوں میں کروا کر ساری دنیا میں پھیلا دیئے اور مکمل قرآن کریم کے تراجم کا سلسلہ بھی ساتھ کے ساتھ جاری رہا اور آپ کے دور خلافت میں یہ تعداد 52 زبانوں تک پہنچ گئی جبکہ آپ کی ترجمۃ القرآن کلاس جو M.T.A کے ذریعہ جاری رہی دُنیا میں حیرت انگیز شاہکار کے طور پر جانی جاسکتی ہے۔ آپ کے قرآن کریم کے ترجمہ کو آسان اور بامحاورہ کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جو کہ ساری دنیا میں نہایت درجہ مقبول ہوا۔

جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن میں جو پہلو سب سے نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت نے ان قرآنی آیات کی تفاسیر کو خاص طور پر دنیا والوں کے سامنے پیش کیا جو لوگوں کے نزدیک اعتراض کا باعث رہیں یا پھر اُن کی تفاسیر کو سمجھ سے بالا سمجھتے ہوئے یوں ہی چھوڑ دیا گیا تھا اس کی چند مثالیں قارئین کے سامنے پیش کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔

ناسخ و منسوخ:۔

قرآن کریم دنیا کی وہ واحد الہامی کتاب ہے جس میں اس کے نزول سے لیکر اب تک کوئی تبدیلی نہیں دیکھی جاسکتی لیکن اس کے باوجود علماء کی کم فہمی نے ان میں شکوک و شبہات کے دروازے کھول دیئے اور علماء نے اپنی ناسمجھی کی بناء پر قرآن کریم کی بعض آیات کو ناسخ اور بعض آیات کو منسوخ کہنا شروع کردیا اور اس میں اختلاف بڑھتے بڑھتے سینکڑوں آیات تک نوبت جا پہنچی۔ اور لوگ اس فکر میں مبتلاء ہوگئے کہ کہیں اس اختلاف کے باعث اس کی حفاظت پر حرف نہ پڑ جائے۔ علماء جہاں ناسخ و منسوخ کی بحثوں میں پڑے رہے وہاں علماء نے اس بات کی بھی کوشش کی کہ ناسخ و منسوخ آیات کی تعداد کو کم کیا جائے چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ :۔

"لیکن اس تقلیل کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسئلہ نسخ اسلام یا قرآن پر کوئی عیب تھا جس کے ازالہ کی کوشش چودہ سو برس تک چلتی رہی۔ آخری انکشاف حضرت ولی اللہ" کا ہوا جس میں گھٹتے گھٹتے پانچ رہ گئی۔ اور اب اس کا انتظار ہے کہ کوئی جدید محقق ان پانچ کا بھی خاتمہ کر کے بالکل صفر تک پہنچادے"

(معارف القرآن جلد اول صفحہ ۲۸۶)

جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور آپ کے خلفاء نے اس کو صفر تک پہنچا کر ساری دنیا میں قرآن کریم کی حقانیت کو پیش فرمادیا۔ اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ علماء اسلام کی دیرینہ خواہش بر آئی۔

قارئین خاکسار نے قرآن کریم کی خدمت کی صرف ایک چھوٹی سے مثال دی ہے۔ اسی دوران مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی حقانیت کو پیش کرنے کے لئے ساری دنیا کو چیلنج دیا تھا کہ اگر کسی کو علم فرقاں مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے تو وہ میرے مقابل پر آئے اور قرآن کریم کی تفسیر لکھے لیکن کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ وہ آپ کا مقابلہ کرسکتا۔ دراصل قرآن کریم کا عرفان خدا تعالیٰ کی عطا ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور پھر اس زمانہ میں یہ عرفان صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی ظاہر ہونا مقدر تھا آپ نے قرآن کریم کی جو تفسیر بیان فرمائی وہ تو حیرت انگیز ہے ہی آپ نے اپنے اردو اور فارسی اشعار میں قرآن کریم کی جن خوبیوں کا ذکر فرمایا ہے اس میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ ایک ایک شعر صداقتوں سے معمور اور حقیقت میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور آپ نے کوئی ذریعہ ایسا نہیں چھوڑا کہ قرآن کریم کی صداقتیں اس سے ظاہر ہوسکتی ہوں اور آپ نے اُسے اختیار نہ کیا ہو۔ آپ فرماتے ہیں۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اسکی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اگر آپ کے فارسی کلام کو دیکھا جائے تو وہ بھی حیرت انگیز ہے اس سے بھی آپ کی خدمت قرآن کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے کہ کس طرح آپ نے قرآن کریم کے محاسن کا اپنے فارسی اشعار میں نقشہ کھینچا ہے آپ فرماتے ہیں۔

ہست فرقاں آفتاب علم و دیں
تا برندت از گماں سوئے یقیں
ہست فرقاں از خدا حبل المتین
تا کشندت سوئے ربّ العالمین
ہست فرقاں روز روشن از خدا
تا دہندت روشنی دیدہ ہا

یعنی قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے تا تجھے شک سے چھڑا کر یقین کی طرف لے جائے۔ قرآن مجید خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسی ہے تا تجھے رب العالمین خدا کی طرف کھینچ کر لے جائے۔ قرآن مجید خدا کی طرف سے ایک روشن دن کی مانند ہے تا تجھے (روحانی) آنکھوں کی روشنی عطا کرے۔

قارئین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن جذبات کا اظہار اپنے ان اشعار میں کیا اس کو حقیقت میں تبدیل کرتے ہوئے قرآن کی صداقتوں معارف و حقائق و دقائق کو دنیا والوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے جہاں اس خدائی کلام کی ارفع شان پیش کی وہاں خدمت قرآن کا ایک عظیم نمونہ دنیا والوں کے لئے چھوڑ دیا۔

قرآن کریم کے متعلق ایک اور عام خیال یہ پیدا ہوگیا تھا کہ اس میں بھی قصے اور کہانیاں موجود ہیں۔ اسی نظریہ کے پیش نظر بعض علماء نے قرآن کریم کے پیش کردہ واقعات کو قصہ اور کہانی خیال کرتے ہوئے کتابیں لکھنی شروع کردیں اور اپنی طرف سے قرآن کریم او رانبیاء کی طرف منسوب کر کے ایسے ایسے واقعات لکھنے شروع کردیئے جن کا اشارہ بھی قرآن کریم میں نہیں ملتا اس کی مثال قصص الانبیاءؑ کتاب کے حوالہ سے بھی پیش کی جاسکتی ہےان میں بعض ایسے ایسے واقعات اس رنگ میں بھی درج کردیئے۔ اور پھر تفاسیر کا حصہ بن گئے جو کہ انبیاءؑ کی ہتک کا ذریعہ دکھائی دیتے ہیں کسی نبی کی طرف ان واقعات کو منسوب کرنا تو بہت بڑی بات ہے کسی عام انسان کی طرف بھی ان کو منسوب نہیں کیا جاسکتا ایسے تمام تر واقعات پر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اور بعد میں خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بڑی گہرائی سے نظر ڈالی اور ان تمام باتوں کا قلع قمع کیا جن سے انبیاءؑ کی شان پر حرف آتا تھا۔ اس میں حضرت لوطؑ کا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات شامل ہیں۔ ان تمام واقعات کو پیش کرنا تو ممکن نہیں۔ جماعت کی تفاسیر کے مطالعہ ہی سے ان کی حقانیت ظاہر ہوسکتی ہے۔ لوگوں کی فرسودہ اور قصہ گوئیاں قرآن کریم کی پر معارف تعلیم سے الگ کر کے دنیا والوں کے سامنے پیش کرنا صرف جماعت احمدیہ ہی کی خدمت قرآن کا خاصہ ہے۔ اور صرف جماعت کی پیش کردہ تفاسیر نے لوگوں کے خیالات اور سوچ کو بدل دیا۔ خاص طور پہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر نے، جناب اختر اورینوی صاحب نے لکھا۔

"تفسیر کبیر میں قصص قرآن کی عارفانہ تعبیریں اور تفصیلیں ملتی ہیں۔ علم و حکمت روحانیت و عرفان نکتہ دانی و وضاحت کی تجلیاں شکوک و شبہات کے خس و خاشاک کو دور کر کے تفہیم و تسکین کی راہیں صاف و روشن کردیتی ہیں۔ تاریخ عالم قوموں کے عروج و زوال اسباب زوال سامان عروج نفسیات اجتماعی فرد و جماعت کے روابط اور بندے کے اللہ سے تعلق کی اعلیٰ تحقیق و توضیح ملتی ہے نیز لکھا۔

"اس تفسیر اکبر کے عالم علم و عرفان کی تجلیات بیان کرنے کیلئے دفتر در دفتر چاہئیں۔ یہ تفسیر ملت اسلامیہ کی بے بہا دولت ہے۔ قرآن حکیم کی اس تفسیر سے اُمت محمدیہ کا مستقبل وابستہ ہے"

(مجلّہ الجامعہ ربوہ شمارہ ۹ صفحہ ۶۳-۶۵)

قارئین یقین کریں کہ جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج دُنیا میں قرآن کریم کی تفاسیر بیان کرنے کا نظریہ بدل گیا ہے اور دیگر ترجمہ کرنے والے جماعتی تفاسیر کے خوشہ چین ہیں آج جماعت کے شائع شدہ تراجم قرآن کریم ہی سے دوسرے ترجمے کرنے والے مدد لیتے ہیں اگرچہ اس کا اظہار کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے خزائن و علوم کو اُجاگر کیا اور پھر خلفاء احمدیت نے ان علوم کو جس طرح سے پروان چڑھایا وہ سب پر روشن ہے اور آئندہ بھی یہ خدمت قرآن کا فریضہ خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کے زیر قیادت قیامت تک ادا ہوتا چلا جائے گا اور آگے سے بڑھ کر علم و عرفان کے خزانے ظاہر ہوتے رہیں گے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کریم کا بغور اور بلاناغہ مطالعہ کیا جائے تاوہ برکتیں جو قرآن کریم کے مطالعہ کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں ہمیں حاصل ہوتی رہیں۔ آمین۔ ثم آمین۔

درخواست دعا

مکرم محمد لئیق الدین احمد صاحب مقیم امریکہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دینی دُنیاوی ترقیات اور کامل صحت و سلامتی کیلئے احباب جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر ایک صد روپیہ)

(محمد ابراہیم خان، قادیان)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے

محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی)

جب گرمی کی شدت اپنے انتہاء کو پہنچ جاتی ہے اور اس روئے زمین پر بسنے والی مخلوق کی ہر قسم زبان حال سے بارش اور باران رحمت کا تقاضا کر رہی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت و رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور بارش برسا کر مخلوق کی تشنگی اور پیاس کو دور کر دیتی ہے اگرچہ کہ بارش ساری زمین کو ہی سیراب کرتی ہے مگر زمین کی ہر قسم اپنی استعداد کے مطابق اُس رحمت کے پانی سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ چٹیل پہاڑ پر بارش کا اثر معمولی اور وقتی ہوتا ہے۔ اور بعض پہاڑ پانی کی بہت بڑی مقدار کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ جن سے چشمے اور نالے اور دریا لمبے عرصے تک بہتے رہتے ہیں۔ اور مخلوق خدا کو طویل عرصے تک فائدہ پہنچاتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض نشیبی اور گہری زمینیں برسنے والے پانی کو لمبے عرصہ کیلئے تالاب اور جھیل کی شکل میں سمیٹ اور جمع کر لیتی ہیں۔ اور یہی بارش زرخیز زمین سے روئیدگی اگانے اور بہترین فصل پیدا کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح آج سے کم وبیش ساڑھے چودہ سو سال پہلے دینی روحانی دنیا وکا اور مذہبی اعتبار سے باران رحمت کے لئے ترس رہی تھی۔ تب رحمان خدا کی رحمت نے قرآن مجید کا نزول شروع فرمایا۔ اور متواتر تیئیس سال اس کا سلسلہ جاری رہا۔

نزول قرآن کی ابتداء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء میں جو وحی نازل ہوئی وہ رؤیا صادقہ کی صورت میں نازل ہوتی تھی۔ آپ جو بھی خواب دیکھتے تھے وہ ایسے واضح رنگ میں پوری ہو جاتی جیسے فجر کا طلوع ہوتا ہے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ رغبت پیدا ہوئی کہ آپ خلوت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ بعض دوسری حدیثوں میں آتا ہے کہ اُن دنوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے زیادہ اور کوئی چیز پیاری نہیں تھی۔ چنانچہ آپ غارِ حراء میں۔ جاتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔ ایک دن آپ اسی طرح غار حراء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے کہ آپ پر وحی الٰہی کا آغاز ہو گیا۔ ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا اِقْرَاْ یعنی پڑھ! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امَا اَنَا بِقَارِیٍ میں تو پڑھنا نہیں جانتا قَالَ فَاَخَذَنِی فَغَطَّنِیْ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب میں نے یہ جواب دیا تو اُس نے مجھے پکڑا اور بھینچنا شروع کر دیا حتی بَلَغَ مِنّی الْجُهْدُ میری مقابلہ کی طاقت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا پڑھ! میں نے کہا میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ اُس نے پھر مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری مقابلہ کی طاقت ختم ہو گئی۔ اس پر اُس نے پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا اِقْرَاْ پڑھ میں نے کہا میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ اُس نے تیسری دفعہ پھر مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری مقابلہ کی طاقت ختم ہو گئی۔ اس پر اُس نے پھر مجھے چھوڑ دیا اور یہ آیات پڑھنے کو کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (سورۃ العلق)

کہا جاتا ہے کہ غالباً قرآن مجید کا نزول ۲۰ اگست ۶۱۰ء مطابق ۲۴ رمضان سنہ البعثت نبوی ہوا تھا اور متواتر ۲۳ قمری سال اترتا رہا۔ اگر ان سالوں کے دن بنائے جائیں تو تقریباً ۷۹۷۰ دن بنتے ہیں۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ قمر الانبیاء کی تحقیق کے مطابق قرآنی الفاظ ۷۷۹۳۴ ہیں گویا ہر روز کی نزول کی اوسط نو الفاظ بنتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں کہ بعض دنوں میں قرآن مجید بہت زیادہ نازل ہوا۔ اور بعض اوقات مسلسل کئی روز تک بالکل نازل نہیں ہوتا رہا۔ یہاں صرف مجموعی ایام کی اوسط بیان کی جارہی ہے۔

جو آیات یا الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے تھے وہ ساتھ ساتھ لکھواتے جاتے تھے۔ لکھنے والے اصحاب میں آپ کے چاروں خلفاء راشدین کے علاوہ اور بھی صحابہ شامل تھے۔ دوسری طرف اکثر صحابہ کرام قرآن مجید کو ساتھ ساتھ زبانی یاد کرتے جاتے تھے۔ اور حفاظ قرآن مجید اسے بڑی باقاعدگی سے اب تک زبانی یاد کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی اس کی دائمی اور ابدی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر ۱۵-۱۰) اس ذکر یعنی قرآن کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔ اس وعدہ الٰہی کے مطابق قرآن مجید آج تک اپنی اُنہی الفاظ و کلمات کے مطابق محفوظ ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اور اس حقیقت کا اعتراف مخالفین اسلام نے بھی کیا۔ چنانچہ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ:۔

اس بات کی پوری اندرونی اور بیرونی ضمانت موجود ہے کہ قرآن اب بھی اُسی شکل و صورت میں ہے جس میں کہ محمد نے اُسے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا"

(لائف آف محمد دیباچہ ص ۲۱)

جرمن کا عیسائی مستشرق "نولڈ کی" لکھتا ہے آج کا قرآن بعینہ وہی ہے جو صحابہ کے وقت میں تھا" "یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ قرآن میں کوئی تحریف ثابت کریں قطعاً ناکام رہی ہے" (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے ہر ایک نے اپنے معرفت وعرفان کے مطابق قرآن مجید کو عزت واحترام دیا اور قرآن مجید کو سیکھا۔ اور سکھایا۔ اُس پر عمل کیا۔ اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کے قابل بنایا۔ اور ان میں سے ہر ایک اپنی استعداد کے مطابق روحانی اور دینی لحاظ سے ترقیات کی بلندیوں تک پہنچا۔ اُس کے بعد تابعین اور بعد میں آنے والے مسلمانوں نے تقویٰ ودعا کے ساتھ قرآن مجید کا بغور مطالعہ کیا۔ دینی اور دنیاوی علوم کے رموز دریافت کئے جس نے یورپ کیلئے تحقیق کی بنیادیں فراہم کیں جسے اہل دانش آج بھی قدر واحسان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید کے نزول کے بعد جب تک مسلمان اس کو عزت وعظمت دیتے رہے وہ پے در پے ترقی وتقدم کی منازل کو طے کرتے چلے گئے مگر جب اُن کی توجہ قرآن مجید سے ہٹنا شروع ہوئی اور دنیا کی جاذبیتیں اُن کو اپنی طرف مائل کرنے لگیں تو پھر تنزل وانحطاط کا وہ دور شروع ہوا جو کہ اب تک تھمتا نظر نہیں آتا۔ افسوس وحیرت کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید اور حدیث میں انذاری رنگ میں پہلے سے ہی باخبر کر دیا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ مسلمان قرآن مجید کو مہجور کی طرح چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوا ھٰذَا الْقُرْآنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان ۲۵-۳۱) اور رسول کہے گا اے میرے ربّ یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ (مشکوۃ کتاب العلم) حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن کریم کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں نے کچھ ایسا طرز عمل اختیار کرنا شروع کیا۔ جس سے غیر مسلموں اور ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کی نظر میں قرآن مجید کی عزت وعظمت گر گئی۔ اُن میں سے کچھ کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

☆۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نے قرآن مجید کے اکثر احکامات وتعلیمات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

☆۔ قرآن مجید کو خوبصورت انداز میں شائع تو کروایا گیا اور خوبصورت غلاف چڑھا کر گھروں میں خوبصورتی کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کی بڑی تعداد اُسے پڑھنا نہیں جانتی۔ اگر کچھ پڑھنا جانتے ہیں تو اُس کے معنے نہیں سمجھتے۔

☆۔ مسلمانوں کے ایک گروہ کی طرف سے قرآن مجید کی بعض آیات کو منسوخ قرار دیا گیا۔ جس سے قرآن مجید میں شک پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کے بعد شروع قرآن میں ہی فرمادیا تھا۔ الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ یہ وہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

☆۔ قرآن مجید کی بعض آیات کی مضحکہ خیز تفاسیر کی گئیں۔ جو قرآن مجید کی عزت وعظمت کے مطابق نہ تھیں۔

☆۔ قرآن مجید کو غیر مسلموں تک پہنچانا اور انہیں اس کی تعلیمات سمجھانے کے کام کو بالکل چھوڑ دیا گیا حالانکہ قرآن روئے زمین پر بسنے والے ہر انسان کیلئے پیغام ربانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مقدس کتاب میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران ۳-۱۱۱) تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کیلئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری) تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا۔ وہی مسلمان بحیثیت خیر امۃ کہلانے کے مستحق ہیں جو خود بھی قرآن مجید سیکھتے اور دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں۔ قرآن کے اوامر ونواہی سے خود بھی آگاہی حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی آگاہ کرتے ہیں۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ہم نے ہی قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

چنانچہ اسی وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو قرآن مجید کی عزت و عظمت کو از سر نو قائم کرنے اور بلند سے بلند تر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور مضبوط دلائل و حقائق سے قرآن مجید کی حقانیت ثابت فرمادی۔ خاص طور پر اُن معاندین اسلام کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے جو یہ سمجھتے تھے کہ قرآن مجید ایک مہجور و مہمل کتاب ہے۔ اب اس سے کسی قسم کا دینی و روحانی استفادہ ممکن نہیں ہے۔ آپ نے اپنی پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' میں ہی مخالفین اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''جو شخص حقیقت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن دلائل کا جو قرآن مجید سے اخذ کر کے پیش فرمائے ہیں اپنی الہامی کتاب میں آدھا یا تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ ہی نکال کر دکھائے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو حضور ہی کے دلائل کو نمبروار توڑ دے تو آپ بلا تامل اپنی دس ہزار کی جائیداد اس کے حوالہ کر دیں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی حقانیت کے ثبوت کے لئے جو دلائل قرآن مجید سے پیش کئے تھے اُسے کوئی مخالف قرآن توڑ نہیں سکا۔ اور یہ اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ آپ نے واقعی قرآن مجید کی عزت دوبارہ دنیا میں قائم فرمائی۔

جہاں تک مسلمانوں میں رائج قرآن مجید میں بعض آیات کے ناسخ و منسوخ ہونے کا عقیدہ تھا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے کلیۃً مسترد کرتے ہوئے فرمایا:

''اور حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں۔ کیوں کہ اس سے اُس کی تکذیب لازم آتی ہے''

(الحق لدھیانہ (صفحہ ۹۰)

''خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

قرآن مجید کی جن آیات کو بعض مسلمان علماء نے اپنی تفاسیر کے ذریعہ مضحکہ خیز اور مبہم بنادیا تھا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کی ایسی معقول اور بصیرت افروز تفسیر فرمائی کہ ہر غیر متعصب عقل مند نے اسے حیرت و پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور بہت سی سعید روحوں کا قبول احمدیت انہی تفاسیر کی وجہ سے ہوا۔

عصر حاضر میں بیرونی محاذ پر قرآن مجید کی عزت و عظمت کے از سر نو قیام کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم و منثور کلام کے ذریعہ اپنی جماعت کے افراد میں بالخصوص اور دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں بالعموم قرآن مجید کی عزت و محبت پیدا کردی۔ چنانچہ آپ انہیں نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن مجید کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(کشتی نوح صفحہ ۱۴)

''جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے''

(کشتی نوح صفحہ ۴۴)

''سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اُس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں ...... تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے ...... تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے''

(کشتی نوح صفحہ ۴۴)

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے'' (کشتی نوح صفحہ ۴۴)

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے بعض روایات تحریر ہیں جن سے قارئین کو یہ علم ہوگا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کو کس قدر عزت و عظمت عطا فرماتے تھے۔

ا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قادیان سے بٹالہ بیل گاڑی میں سفر کرتے دیکھا۔ آپ نے قادیان سے نکلتے ہی قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیا اور بٹالہ پہنچنے تک جس میں بیل گاڑی کے ذریعہ کم و بیش پانچ گھنٹے لگے ہوں گے۔ آپ نے قرآن شریف کا ورق نہیں الٹا۔ اور انہی سات آیتوں (سورہ فاتحہ) کے مطالعہ میں پانچ گھنٹے خرچ کر دیئے۔ (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۲)

۲۔ محترمہ مائی امیر بی بی صاحبہ نے بیان کیا کہ جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی۔ تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی تو فرماتے ترجمہ سیکھو تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق ملے'' (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۴۹)

۳۔ منشی عبد الواحد صاحب کا بیان ہے کہ وہ اکثر بٹالہ سے قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت حضرت صاحب کی عمر چودہ پندرہ سال کی ہوگی۔ اس عمر میں حضرت صاحب سارا دن قرآن شریف پڑھتے رہتے۔ اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔ آپ کے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا کسی سے غرض نہیں رکھتا۔ سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔

(سیرۃ المہدی)

۴۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشاغل بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔ آپ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبر و تفکر کی بہت عادت تھی۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے تھے کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے جاتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔ (حیات النبی صفحہ ۱۸۸)

۵۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ ...... (ایک دن) نماز مغرب کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ دوران سر کا دورہ شروع ہوا۔ اور آپ شاہ نشین سے نیچے اتر کر فرش پر لیٹ گئے۔ اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے۔ مگر حضور نے تھوڑی دیر میں سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہوگئے۔ تو آپ نے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحب مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو افاقہ ہوگیا۔ (سیرت المہدی حصہ دوم نمبر ۴۵۹)

۶۔ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ جو بچپن میں ہی فوت ہوگئے۔ ہر بچہ اپنے ماں باپ کو پیارا ہوتا ہے قدرتی طور پر مبارک احمد کو حضرت صاحب بہت پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ چھوٹی عمر میں غلطی سے ان کے ہاتھ سے قرآن مجید گر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دیکھا تو آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ وہ شخص گویا بالکل بدل گیا تھا۔ باوجودیکہ آپ بچوں کو تعلیمی معاملات میں سزا دینے کے بہت خلاف تھے مگر اس کو برداشت نہ کرسکے اور مبارک احمد کو ایک تھپڑ مارا جس سے نشان ہوگیا۔ اور اظہار رنج فرمایا کہ قرآن مجید کی بے ادبی ہوئی ہے۔ وہ بچہ ہے ابھی ان آداب سے واقف نہیں لیکن آپ اس کو برداشت نہیں کرسکتے''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مؤلف یعقوب علی صاحب عرفانی جلد دوم صفحہ ۲۷۴)

اللہ اللہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں قرآن مجید کی کتنی عزت تھی کہ بچے کی بچپن کی بھول کو بھی برداشت نہ کرسکے)

اب دو ایسی روایات تحریر ہیں جن سے آقا اور خادم کے درمیان واقعاتی مماثلت کے علاوہ وہ جھلک نظر آئے گی کہ دونوں کے جذبات پر تلاوت قرآن مجید کس طرح اثر انداز ہوتی تھی۔

''وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَأْتُ سُوْرَۃَ النِّسَاءِ حَتّٰی اَتَیْتُ اِلٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا قَالَ حَسْبُکَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ. (متفق علیہ (مشکوۃ اداب التلاوۃ)

(ترجمہ) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور مجھے کہنے لگے کہ قرآن مجید سناؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قرآن مجید تو آپ پر نازل ہوا ہے اور میں آپ کو سناؤں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی اور سے قرآن مجید

باقی صفحہ (20) پر ملاحظہ فرمائیں

تربیت اولاد کے سلسلہ میں قرآن مجید کی تعلیمات

محمد یوسف انور
اُستاد جامعہ احمدیہ قادیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم آیت ۷)

تربیت اولاد سے محض یہ مراد نہیں کہ اولاد کو دنیوی جاہ و منصب کے حصول کیلئے تیار کیا جائے بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں دینی اخلاقی آداب کا شروع سے ہی سکھانا مراد ہے۔

جہاں تک قرآن مجید کی تعلیمات کا سوال ہے اس کتاب کا حرف حرف اور لفظ لفظ ہمارے لئے دستور العمل ہے۔ اس میں خدا نے تمام دینی روحانی اخلاقی دنیاوی امور بیان فرمائے ہیں اور اس کو مکمل ضابطہ حیات قیامت تک کیلئے بنایا گیا ہے ایک باوقار پرامن اور صحت مند معاشرہ کے قیام کے لئے ایک اعلیٰ پایہ کی اخلاقی اور روحانی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس تعلیم کو اپنی روز مرہ کی زندگیوں میں داخل کر کے اس کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

جس طرح زندگی کے کسی شعبہ سے تعلق رکھنے والے کام کو کرنے کیلئے اس کو عملاً سیکھنا ہوتا ہے اور اس کام کو بار بار انجام دے کر اس میں مہارت حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اس طرح اخلاقی اور روحانی تعلیم پر مسلسل عمل کے ذریعہ اُس تعلیم پر عمل کرنے کی عادت ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے اس عمل کو تربیت کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں تربیت کے بنیادی اصول

قرآن مجید میں تربیت کے بنیادی اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔

سورہ الفرقان آیت ۷۵ میں ارشاد خداوندی ہے۔

ترجمہ۔ اور وہ لوگ بھی رحمٰن کے بندے ہیں جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا''۔

اللہ فرماتا ہے ''اے مومنو اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی دوزخ سے بچاؤ''۔ سورہ تحریم

ان دونوں آیات میں تمام مومنوں کو اپنے اہل کی تربیت کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ بھی ہے کہ نہایت مختصر الفاظ میں فلسفیانہ اور نفسیاتی مضامین اس طرح پیش کرتا ہے کہ اگر اس کے الفاظ پر غور کیا جائے تو اس کے اندر بیش بہا معنی کا ایک سمندر موجزن نظر آتا ہے۔ چنانچہ سورہ الفرقان آیت ۷۵ میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے اس میں رحمٰن کے بندوں کی ایک نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور بچوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس دُعا کے کرنے کی توفیق اُسی کو ملتی ہے جو خود فسق و فجور کی زندگی سے پرہیز کرتا ہو۔ خدا کو ہر شئی پر مقدم کرنے والا ہو۔ اور آیات ۶۴ تا ۷۴ میں جو صفات رحمٰن کے بندوں کی بیان ہوئی ہیں ان کے حصول کی خود بھی کوشش کرتا ہو۔ نہ صرف حصول کی کوشش کرتا ہو بلکہ ان پر عمل بھی کرتا ہو۔ اسی طرح اگر اولاد اور بیوی متقی ہوگی تو اس قسم کی اولاد کا باپ اور بیوی کا شوہر خود بھی متقی ہوگا۔

رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (سورہ ابراھیم آیت ۴۱)۔

یعنی اے میرے رب مجھے اور میری اولاد میں سے ہر ایک کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا۔ اے ہمارے رب ہم پر فضل کر اور میری دُعا قبول فرما۔

رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ (آل عمران) آیت ۳۹

اے میرے رب تو اپنی جناب سے میرے لئے پاک اولاد عطا فرما یقیناً تو دعاؤں کو بہت سننے والا ہے۔ پس اہل و عیال کو نیک بنانے کی دعا مانگنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ نیکی کی ہدایت دینا اور اچھے کاموں کے کرنے کی تربیت دینا بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس سلسلہ میں اہل و عیال کا پیچھا کرنا بات بات پر بچوں کو روکنا ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم خود ہی ہدایت کا سرچشمہ اور مالک و مختار ہیں اور ہم کو خود یہ طاقت حاصل ہے کہ سب کو اپنی مرضی کے مطابق نیک راہ پر لے آئیں گے اس کو بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک قسم کا شرک خفی قرار دیا ہے اس سے ہر مومن کو پرہیز لازم ہے البتہ ظاہری اسباب سے ایک حد تک کام لینا بھی ضروری ہے لیکن ظاہری اسباب میں ماں باپ کا ذاتی نمونہ اور اصلاح کے طریقوں میں پیار و محبت کے عنصر کا غالب رہنا ضروری ہے

سورہ تحریم کی ابتداء میں ارشاد باری یہی بیان ہوا ہے کہ اے مومنو تمہارا فرض ہے کہ نہ صرف خود نیک بنو بلکہ اپنے اہل و عیان کو بھی نیک بنا کر بد اخلاقی کی آگ سے بچاؤ اور یہ بات مسلم ہے کہ مومن خود اپنے کو نیک بنا کر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جاتا بلکہ یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف خود نیکی اختیار کرے بلکہ اپنے نیک عمل اور پاک نمونہ کے ذریعہ اپنے بیوی بچوں کو بھی نیکی کی راہ پر لگائے لفظ اہل میں بیوی بچوں کے علاوہ گھر میں رہنے والے دوسرے افراد بھی شامل ہیں لہٰذا مومن کا فرض ہے کہ ان سب کی تربیت کا انتظام کر کے انہیں دوزخ کی آگ سے بچائے۔

قرآن میں آخرت کی جنت میں نیک والدین کے ساتھ انکی نیک اولاد کو اکٹھا رکھنے کا وعدہ

والذین آمنوا واتبعتهم وریتهم بایمان الحقنابهم ذریتهم (سورہ طور ۵۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد بھی ایمان کے معاملے میں اُن کے پیچھے چلی ہے ہم اُن کے ساتھ اعلیٰ جنتوں میں اُن کی اولاد کو جمع کر دیں گے۔ پس اس خوشخبری سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اولاد کی نیک تربیت کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک اور جگہ فرماتا ہے لقد خلقنا الا نسان فی احسن تقویم البتہ ہم نے انسان کو اچھی ترکیب میں پیدا کیا اس اصول کے مطابق عموماً ہر انسان کی یہ فطرتی خواہش ہے کہ اس کی اولاد صالح اور نیک ہو تاہم صرف خواہش سے مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا اس کے لئے انسان کو ایک دوسری آیت لقد خلقنا الا نسان فی کبد کی تعمیل میں محنت اور مشقت سے کام لینا ہوگا۔

صالح اور نیک اولاد کے حصول کیلئے بانی اسلام حضرت محمد صلعم کی بنیادی ہدایت۔

فرماتے ہیں تنکح المراۃ لا ربع لما لها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذاتِ الدین

یعنی بیوی کا انتخاب چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے بعض لوگ مال و دولت کی وجہ سے بیوی کا انتخاب کرتے ہیں بعض حسب و نسب پر اپنے انتخاب کی بنیاد رکھتے ہیں۔ بعض عورت کے حسن و جمال کو دیکھتے ہیں اور بعض دین اور اخلاق کے پہلو کو مقدم کرتے ہیں مگر اے اسلام کے فرزند جس نے اپنی قسمت میرے ساتھ وابستہ کی ہے تو ہمیشہ اخلاق اور دین کے پہلو کو مقدم کر ورنہ تیرے ہاتھ خاک آلود رہیں گے۔

صالح اور نیک اولاد کے حصول کے لئے آنحضرت صلعم کی یہ ہدایت سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ ماں کا جو اثر اولاد کی تربیت کے معاملہ میں ہوتا ہے اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قمر الانبیاء کے الفاظ میں حق یہ ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے کے لئے نیک ماں سے بڑھ کر آج تک زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی مشین ایجاد نہیں ہوئی اور جیسا کہ اس حدیث (مذکورہ بالا) میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ماں کا اثر اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ اور اسلام کا یہ کمال ہے کہ اس نے جڑھ پر ہاتھ رکھ کر اولاد کی تربیت کا انتظام اس وقت سے شروع کیا ہے۔ جب کہ ابھی اولاد کا وجود تک نہیں ہوتا اور حکم دیا ہے کہ اگر نیک اولاد حاصل کرنا چاہتے ہو تو اولاد کے پیدا ہونے سے بھی پہلے اولاد پیدا کرنے والی ماں کا فکر کرو اور بیوی کا انتخاب کرتے ہوئے ایسی عورت کے ساتھ رشتہ جوڑو جو دیندار اور با اخلاق ہو ورنہ تمہارے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے ...... نیک مائیں اولاد پیدا ہونے کے بعد ان کی عملی تربیت میں بھی بہت بھاری اثر رکھتی ہیں بیشک اولاد کی تربیت میں باپ کا بھی دخل ہوتا ہے مگر اس دخل کو اس عظیم الشان اثر سے کوئی نسبت نہیں جو ماں کو حاصل ہے بچہ بچپن سے ماں کی چھاتیوں کا دودھ پیتا ہے اس کی گود میں پرورش پاتا ہے دن رات اس کے پاس گزارتا ہے اپنی ہر بات اس سے کہتا ہے ہر امر میں اس کا مشورہ ڈھونڈتا ہے اس کی محبت کی باتوں کو سنتا اس کی ڈانٹ ڈپٹ پر بھی اس سے چمٹتا۔ اس کے ہر عمل کو دیکھتا اور اس کے ہر قول پر کان دھرتا ہے اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اولاد کے لئے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر ماں نیک ہو تو اس کی دن رات کی صحبت اولاد کو سیدھا جنت تک پہنچا دیتی ہے جماعتی تربیت اور اس کے اصول

صالح اولاد کے حصول کیلئے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا

صالح اولاد کے حصول کے لئے حضرت ابراہیمؑ کا طریق قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ رب هب لی من الصلحین (سورۃ الصفت آیت ۱۶) یعنی اے میرے رب مجھے نیکوکار اولاد بخش۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسی طریق کی پیروی میں آنحضرت صلعم نے صالح اولاد کے حصول کے لئے خاوند اور بیوی دونوں کو خلوت کے وقت اس دُعا کو مانگنے کا ارشاد فرمایا ''اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنا'' یعنی اے ہمارے خدا جس کے ہاتھ میں تمام قدر خیر و شر کی کنجی ہے تو نہ صرف ہمیں شیطانی خیالات اور شیطانی اعمال سے بچا

بلکہ جو اولاد تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطانی اثرات سے محفوظ رکھ۔

یاد رہے کہ حضرت ابراہیم نے صالح اولاد کے حصول کی دعا کر کے اولاد عطا ہونے پر اپنی پہلی دُعا پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ متواتر دعا کا سلسلہ جاری رکھا اور قرآن کریم نے ان کی دعاؤں کو محفوظ کر کے ہمیں ان کے نمونہ پر اولاد کے لئے متواتر دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً آپ نے یہ دعائیں کی۔

رب اجعل هذا البلد امنا واجنبني وبني ان نعبد الا صنام۔

یعنی اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والی جگہ بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے دور رکھ کہ ہم معبود ان باطلہ کی پرستش کریں۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۲۶)

۲۔ ربنا واجعلنا مسلمين لک ومن ذريتنا امة مسلمة لک وارنا منا سكنا وتب علينا انک انت التواب الرحيم۔

یعنی اے ہمارے رب اور ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ ہم دونوں (ابراہیم واسماعیل:) کو اپنا فرمابردار بندے بنالے۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمابردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے مناسب حال عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف اپنے فضل کے ساتھ توجہ فرما۔ یقیناً تو اپنے بندوں کی طرف بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔(سورہ بقرہ آیت ۱۲۹)

والد کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے

آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ ثلاث دعوات مستجابات لا شک فيهن دعوة الوالد ودعوة المسافر ودعوة المظلوم " "ترمذی وابو داؤد ابن ماجۃ" تین دعائیں مقبول ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔

ا۔ والد کی دُعا۔ (۲) مسافر کی دعا۔ (۳) مظلوم کی دعا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اولاد کے لئے دُعا کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا ہے "میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ جس طرح اور جسقدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کیلئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرالیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

ا۔ اپنے نفس کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جن سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

۲۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

۳۔ پھر اپنے بچوں کیلئے کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

۴۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کیلئے نام بنام۔

۵۔ اور پھر ان سب کیلئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۔۴)

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کیلئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اس قدر کوشش اس امر میں کرو" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

قرآن کریم میں خدائے رحمٰن کے بندوں کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کیلئے دُعا مانگتے ہیں۔

آنحضرت صلعم کے ذریعہ قرآن کریم میں سکھلائی گئی جامع دُعا

رب اوزعني ان اشكر نعمتک التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليک واني من المسلمين.

یعنی اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور اس بات کی بھی توفیق دے کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کریں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمابردار بندوں میں سے ہوں۔ (سورۃ الاحقاف آیت ۱۶)

اُس دعا کے کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں فرماتا ہے۔

ترجمہ۔ یعنی جو لوگ ایسا کریں گے وہی لوگ ایسے ہونگے جن کے اچھے اعمال ہم قبول کریں گے اور ان کی بدیوں سے ہم درگزر کریں گے۔

یہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ یہ ایک ہی وعدہ ہے جو شروع پیدائش آدم سے مومنوں سے کیا جارہا ہے۔(سورہ الاحقاف آیت ۱۷) لہذا ہر والد اور ہر والدہ کو ابراہیمی طریق کی متابعت میں اپنی اولاد کے لئے ہمیشہ تواتر سے دُعا کرتے رہنا چاہیئے۔

غربت کے خوف سے اولاد کی تربیت میں لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ولا تقتلوا اولادكم من خشية املاق نحن نرزقكم واياهم. (سورہ انعام آیت ۱۵۳)

اور مفلس ہو جانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی اس آیت میں تین امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ا۔ غربت کے خوف سے نسل کشی نہیں کرنی چاہئے ۔۲۔ غربت کے مارے بچوں کو تعلیم سے محروم کر کے نوعمری میں کام پر لگادینا اور اُن سے کمائی کروانا یہ بھی اُن کے قتل کے مترادف ہے۔ اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۳۔ اولاد سے صلہ اور بدلہ کی اُمید لگا کر نہیں بیٹھنا چاہئے کہ بچے جلد بڑے ہو کر یا مجبوری کی حالت میں بچپن میں ہی محنت مزدوری کر کے کمائی کریں اور والدین کو پالیں۔ اس طرح ان کی صلاحیتوں کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

نصیحت و تلقین عمل

بچوں کو ان کی عمر کے مطابق دینی تعلیم سے کما حقہ آگاہ کرنا آداب معیشت آداب محفل نماز روزہ کی پابندی آداب گفتگو آداب معاشرہ قانون کی تعظیم دیانت داری۔ فرائض منصبی کی ادائیگی محنت کشی لوگوں کو نفع پہنچانا اور اُن سے حسن سلوک کرنا یہ باتیں تربیت اولاد میں شامل ہیں۔ ساتھ ساتھ اپنا عملی نمونہ بھی دکھانا بہت ضروری ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وامر اهلک بالصلوة واصطبر عليها.

(طٰہٰ آیت ۱۳۲) تو اپنے اہل و عیال کو نماز کی تاکید کرتا رہ اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ اس ضمن میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا عملی نمونہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ كان يامر اهله بالصلوة والزكوة وكان عند ربه مرضيا (مریم ۵۳)

کہ حضرت اسماعیل اپنے اہل و عیال کو ہمیشہ نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے ہی رہتے تھے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کام چند دنوں کا نہیں بلکہ مستقل دوام کے ساتھ یہ کام کرنا ہے تب جاکر نتیجہ نکلتا ہے۔

تربیت دائمی جہاد اکبر ہے

ہمارے آقا آنحضرت صلعم نے اخلاقی اور روحانی تربیت کو جہاد اکبر قرار دیا ہے ایک موقعہ پر جب آپ کو اپنے غزوات سے کچھ وقت کے لئے فرصت ملی تو آپ نے فرمایا کہ اب ہم چھوٹے جہاد (تلوار کے جہاد) سے فارغ ہو کر بڑے جہاد (اخلاقی اور روحانی تربیت کے جہاد) کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ حضور کے اس ارشاد میں حکمت یہ ہے کہ تربیت کا مسئلہ دائمی حیثیت رکھتا ہے۔ مومنوں کا کام ہے کہ کسی وقت بھی تربیت کے اہم مسئلہ کی طرف سے غافل اور سست ہو کر نہ بیٹھ جائیں یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ قوموں کی باہمی دوڑ میں جو قوم بھی سست ہو گی اور آگے بڑھنے سے رُکے گی وہ فوراً گر کر دوسری قوموں کے پاؤں تلے آکر روندی جائے گی یہ اللہ تعالیٰ کا ازلی اور اٹل قانون ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "تو اللہ تعالیٰ کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں دیکھے گا۔

(سورۃ فاطر آیت ۴۴)

یہاں حدیث شریف میں جو تعلیم بیان ہوئی ہے اس میں یہی حکمت ہے کہ اسلام مذہب کی اشاعت میں ہرگز جبر کی تعلیم نہیں دیتا اسلام کا اصل بنیادی نظریہ پرامن تبلیغ اور علمی اور روحانی ذرائع سے لوگوں میں اصلاح و ارشاد کا کام ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلعم نے غزوات سے جیسے ہی کسی قدر مہلت پائی تو آپ نے اسلام کے بنیادی فریضہ کے پیش نظر مسلمانوں میں اعلان فرمایا کہ اب جہاد اکبر یعنی نفس کے جہاد اور علمی جہاد اور جماعتی تربیت کے جہاد میں مصروف ہو جانا چاہئے جو ہمارا اصل جہاد ہے۔ حضرت ایوب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔

اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے ۔(ترمذی باب البر والصلہ)

☆۔ حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اپنے بچے کی بہتر رنگ میں تربیت کرتا ہے تو اس کے لئے اس چیز سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کرے۔

☆۔ ایک اور روایت میں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی لڑکی عطا کرے اور وہ اس کی تعلیم و تربیت کی طرف سے غافل ہو کر) اسے زندہ درگور نہ کردے اور اس کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے اور اپنی نرینہ اولاد کو اس پر ترجیح نہ دے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

☆۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور نہ بڑوں کی عزت کرتا ہے۔(ترمذی)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔

بچپن ہی سے بچوں کے دوستوں پر نظر رکھنی بہت ضروری ہے بعض لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ ماں باپ کو دکھائی دیتا ہے کہ کس قسم کے دوست ہیں۔ اگر بچے کے دوست اچھے ہوں گے تو بچہ بھی ضرور اچھی تربیت پائے گا۔ اس لئے آپ اس بات کا خیال رکھا کریں کہ اگر بچے کے غلط دوست دیکھیں تو پھر ان دوستوں سے بچوں کا تعلق توڑنے کی کوشش کریں"۔

گھر کے باہر ماحول کے بداثرات سے تحفظ ضروری

یاد رہے کہ سورۃ الفرقان کی آیات ۶۴ تا ۷۴ کے مطابق اخلاقی اور روحانی تربیت کے عمل میں نہ صرف جہاد کے جذبہ کے تحت ہر وقت چوکس رہنے کی ضرورت ہے بلکہ ماحول کے نیک اثرات قبول کرنے اور بداثرات سے بچنے کی ہر وقت ہر حال میں ضرورت ہے کیونکہ فی زمانہ ماحول سے بداثرات قبول کرنے کے خطرات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانیت ٹیکنالوجی کے ایسے انقلابی دور سے گذر رہی ہے جس کے نتیجہ میں ترقی پذیر ذرائع آمد رفت اور ذرائع ابلاغ کے زیر اثر ہر عمر کا انسان اور خصوصاً نئی نسل گھر کے اندر اور گھر کے باہر پڑوس میں اور پڑوس سے دور تعلیمی اداروں کے اندر دفتروں اور کاروباری اداروں کے اندر بے شمار مذہبی سیاسی اور سماجی تحریکات کے ذریعہ ایسے عظیم خطرات سے دوچار ہے جیسا شاید پہلے کبھی نہ تھا۔

لہٰذا بد اثرات سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف ماں باپ بلکہ خاندان کے دوسرے لوگ مل جل کر اپنے ذاتی کردار وگفتار سے ایک مثالی نمونہ پیش کریں والدین اور خاندان کے دوسرے بزرگ کوشش کریں کہ ان کے بچوں کے درمیان عادات و اطوار اور فکری لحاظ سے فاصلہ پیدا نہ ہو۔

دور حاضر میں اولاد کی تربیت نہایت اہم اور ضروری ہے کیونکہ اس وقت مغربی تہذیب نے ہمارے ہندوستان کے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اس وقت ایسے بے شمار بے سود فحش چینل جاری ہیں کہ اگر بڑے اس کا خیال نہ رکھیں اور بچوں پر نظر نہ رکھیں تو خدانخواستہ بچے بگڑ سکتے ہیں اور ہمارے معاشرہ میں برائیاں جنم لے سکتی ہیں۔

صحبت صالحین

یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ بچہ اسکول جانے سے پہلے پہلے اپنے والدین بھائی بہن اور خاندان کے زیر نگرانی رہتا ہے پھر جب بچہ سکول جاتا ہے تو مختلف دوستوں سے اُس کا واسطہ پڑتا ہے بچہ باہر جاکر کیا کرتا ہے کن دوستوں سے ملتا ہے اور کس قسم کا اثر لے کر گھر آتا ہے اور گھر آکر کس قسم کی حرکات کرتا ہے یہ سب ذمہ داری والدین کی ہوتی ہے بچوں کو یہ بتانا نہایت ضروری ہے کہ کن بچوں کے ساتھ رہنا ہے اور کن بچوں سے دور رہنا ہے جوں جوں بچہ کی عمر بڑھتی ہے حلقہ احباب بھی بڑھتا جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اُس سے نیک صحبت میں زیادہ وقت گذارنے کی تلقین کرنی چاہئے اور بد صحبت سے بچانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین ''سورہ توبہ'' ہمیشہ سچے اور راستباز اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ بری صحبت اور گندہ معاشرہ انسان کے اخلاق کو خراب اور اس کی روحانیت کو تباہ کر دیتا ہے۔

گھر کے اندر پیار و محبت کا ماحول

صحبت صالحین کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ گھر کے اندر پیار اور محبت کا ماحول پیدا کریں تاکہ ماں باپ اور بزرگوں کی دلی محبت سے بڑوں کی اچھی عادات واطوار اور انداز گفتگو کو دیکھ کر اولاد اپنے ماں باپ اور بزرگوں کی طرح بننے کی کوشش کرے۔ بزرگوں اور بچوں کے درمیان یہ قربت صرف جمعہ کی نماز یا دوسرے مذہبی اجتماعات تک محدود نہ ہو بلکہ ہر گھڑی ہو تاکہ نئی نسل ہر وقت بزرگوں کی اچھی عادات کو قریب سے دیکھ کر اس کا اثر قبول کرے اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلے۔

اخلاق اور روحانی تربیت کے لئے گھر کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے کسی صورت انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن انسان جب بچپن کے دور سے گزر کر اس قابل ہوتا ہے کہ گھر سے باہر نکلے اور تعلیم کی مختلف منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھے تو اس کو ہر قسم کے نیک و بد ماحول سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس کو چاروں طرف بد صحبتوں سے بچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور صحبت صالحین اختیار کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا کہ انسانیت ٹیکنالوجی کے ایک ایسے انقلابی دور سے گذر رہی ہے جسکے نتیجہ میں انسان سمعی و بصری ذرائع اور ذرائع آمد رفت اور کتب و جرائد کے سیلاب میں گھر چکا ہے۔ اب اگر ان ذرائع سے اس پر اچھے اثرات نہیں پڑ رہے ہیں جیسا کہ اکثر آجکل دیکھنے میں آرہا ہے تو اگلی نسل کے نیکی سے بھٹک جانے اور گمراہ ہوجانے کے امکانات ہیں۔ مذکورہ بالا صورت کے ہوتے ہوئے والدین کے لئے بچوں کو مدرسہ بھیج کر اس سے غافل ہو جانا کہ وہ مدرسوں میں کیا کرتے ہیں بچوں کی تربیت کی طرف سے سخت کوتاہی کا فعل ہوگا لہٰذا بچوں کو تعلیم کے لئے مدرسہ بھیج دینا ہی کافی نہیں بچوں کو مدرسہ بھیجنے کی عمر شروع ہو جانے پر والدین کی تربیتی ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ بچوں کو اس عمر کے آغاز پر والدین مدرسہ اور بیرونی ماحول کے خراب اثرات سے بچوں کو محفوظ رکھنے پر نگاہ رکھیں اور اس بات کی مسلسل کوشش کرتے رہیں کہ ان کے بچے سکول سے بھرپور تعلیمی فائدہ حاصل کریں۔ اور گھر کے باہر کے برے ماحولیاتی اثر سے محفوظ رہیں۔

والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطہ کی اہم ضرورت

اکثر اچھے مدرسوں میں والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے لئے کم از کم سال میں ایک مرتبہ ''یوم والدین'' منایا جاتا ہے اس کی غرض ایک ابتدائی ملاقات کے ذریعہ بچوں کی تعلیمی اور اخلاقی اور روحانی فلاح و بہبود کے لئے والدین اور مدرسہ کے درمیان ایک مستقل رابطہ کا قیام ہوتا ہے لیکن بعض والدین ''یوم والدین'' پر مدرسہ میں حاضری کے بعد مدرسہ کے اساتذہ سے مستقل رابطہ رکھنے میں غفلت دکھاتے ہیں۔

والدین کو اپنی اس ذمہ داری کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔ والدین کیلئے یہ ضروری ہے کہ ٹیچر سے رابطہ کے سلسلہ میں بات چیت کے دوران وہ اپنی حقیقت پسندی کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ والدین ٹیچر سے اس وقت رابطہ قائم کرتے ہیں۔

جب بچے کو سزا ملی ہو اور والدین اس ٹیچر سے احتجاج کرنا چاہتے ہوں وغیرہ والدین کو چاہئے کہ وہ بچپن میں ہی نہیں بلکہ میٹرک کے بعد بھی اُن کا خیال رکھیں کہ وہ کالج جاتا ہے کہ نہیں اُس کے کیا رجحانات ہیں اور اُس کی پڑھائی وغیرہ کیسی چل رہی ہے اس میں کسی قسم کی سستی نہیں ہونی چاہئے۔ ٹیچروں کے متعلق والدین کو پورے معلومات ہونے چاہئیں کہ وہ کس رنگ میں بچوں کی پڑھائی میں دلچسپی رکھتے ہیں اور کس رنگ میں اُنکی رہنمائی کرتے ہیں۔ اسکول میں کوئی مشکل پیش آرہی ہے تو ٹیچر سے ملاقات کرنا بہت ضروری ہے تاکہ اس کا حل نکالا جاسکے اور بچوں کی پڑھائی میں کسی قسم کی روکاوٹ پیدا نہ ہو۔

واقفین نو اور والدین کی ذمہ داریاں

اگرچہ خاکسار نے تربیت اولاد کے سلسلہ میں قرآنی تعلیمات کو تحریر کرنے کی ایک حقیر سی کوشش کی ہے لیکن اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک وقف نو کے حوالہ سے والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق بھی کچھ تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں گو قرآنی تعلیمات اور آنحضرت صلعم اور ان کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کی روشنی میں بھی تربیت اولاد کے ضمن میں بہت سے واقعات پیش کر دیئے گئے ہیں جو کہ تمام احمدی والدین کے لئے ایک مشعل راہ کے حیثیت رکھتا ہے لیکن وقف نو والدین جنہوں نے پیدائش سے پہلے ہی بچوں کو وقف کیا ہے اُن کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس رنگ میں بچپن سے تربیت کریں ان کی زندگیاں ان کی نیت سے بڑھ کر آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت طیبہ کی پیروی میں ڈھل رہی ہوں اس ضمن میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں احباب جماعت کو وقف کے حقیقی معنی کو بخوبی سمجھایا ہے اب ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔

جماعت احمدیہ میں تعلیمی اور تربیتی تنظیمیں

قرآن مجید کو پڑھنا پڑھانا سکھانا بہت ضروری ہے قرآن مجید کی روزانہ تلاوت کرنا اور اس کے معنی اور ترجمہ کو سمجھنا ضروری ہے والدین اور سرپرست افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کوتاہی نہ کریں بلکہ موقع کو غنیمت جان کر ابھی سے اولاد کی صحیح تربیت کریں اور انہیں پاکیزہ ماحول سے مزین کریں اور انہیں مختلف آداب سکھائیں تاکہ وہ بڑے ہو کر بھی ان امور پر کاربند رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کی پاکیزہ تعلیمات پر اور آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَطِعْ اَبَاكَ

اپنے باپ کی اطاعت کر

طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 میٹگولین کلکتہ 700001

دکان:: 248-5222'248-1652'243-0794

رہائش:: 237-0471'237-8468

دیگر مذہبی کتب کے مقابل میں
قرآن مجید کے عظیم الشان امتیازات

مظفر احمد ناصر استاد جامعہ احمدیہ قادیان

قرآن خدانما ہے خدا کا کلام ہے
بے اسکے معرفت کا چمن نا تمام ہے
اُس نے درخت دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
(حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی موعود)

دیگر مذہبی کتب کے مقابل پر قرآن مجید کے امتیازات کو چند سطور میں سمیٹنا ایک امر محال ہے۔ قرآن کریم کے کمالات اس کے اعجازات اسکی فصاحت وبلاغت اس کا بے نظیر و بے مثل ہونا قرآن کریم کا کل عالم کو اپنی مثل لانے کیلئے چیلنج پیش کرنا اس کا خاتم الکتب ہونا ایسے امور ہیں کہ تقابلی جائزہ میں نظر انداز کیا جانا انصاف نہ ہوگا۔ تاہم اس مضمون کے سلسلہ میں چند چیدہ چیدہ پہلو پر اختصار سے روشنی ڈالنے پر اکتفاء کیا جائیگا۔

سو قابل توجہ امر یہ ہے کہ قرآن کریم کی ضرورت دیگر مذہبی کتب کی موجودگی میں کیونکر پیش آئی؟ اس پہلو سے جب غور کرتے ہیں تو بعض باتیں نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں جو قرآن کریم کی ضرورت کو ثابت کرتی ہیں۔

اوّل یہ کہ قرآن کریم سے پہلے سب ہدایت نامے نامکمل تھے یہ مکمل ہے دوم یہ کہ ان میں خرابیاں پیدا ہوگئیں اور یہ سب خرابیوں سے محفوظ ہے سوم یہ کہ وہ سب ہدایت نامے ایک ایک قوم اور مذہب کے لئے تھے اور یہ ہدایت نامہ سب قوموں کے لئے ہے اور سب قوموں کے بزرگوں کی عزت قائم کرنے اور سب ضائع شدہ ہدایتوں کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہے چہارم یہ کہ ان سب کتب میں بوجہ اندرونی و بیرونی نقائص کے وصال الٰہی پیدا کرنے کی خاصیت باقی نہ رہی تھی۔ اب اسکے ذریعہ پھر انسان کو وصال الٰہی حاصل کرنے اور کلام الٰہی سے مشرف ہونے کا موقعہ فراہم کیا گیا ہے۔

غرض یہ کہ یہ سب ایسے امور ہیں جو قرآن مجید کے امتیازات واضح کرنے کے سلسلہ میں صحیح سمت کا تعین کرتے ہیں۔ لہٰذا انہی پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مضمون کو واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ (وباللہ توفیق)

قرآن کریم کا کل عالم کے لئے ہونا

یہ قرآن مجید کی ایک امتیازی شان ہے کہ اسے عالمی ہدایت نامہ کی حیثیت حاصل ہے قرآن مجید کے سوا کسی نبی کی تعلیم سب قوموں کے لئے نہ تھی اگر قرآن اس غرض کو پورا نہیں کرتا تو کس نبی کی کتاب اس غرض کو پورا کرتی ہے کیا بائبل اس غرض کو پورا کرتی ہے۔ جو خدا کو بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص کر دیتی ہے کیا زرتشت اس ضرورت کو پورا کرتا ہے جو خدا کے نور کو ایرانیوں کے ساتھ وابستہ کر دیتا ہے کیا وید اس ضرورت کو پورا کرتے ہیں جو ویدوں کے سننے والے شودر کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالنے کا ارشاد کرتے ہیں کیا بدھ اس ضرورت کو پورا کرتے ہیں جن کا ذہن ہندوستان کی چار دیواری سے باہر کبھی گیا ہی نہیں کیا مسیح کی تعلیم اس غرض کو پورا کرنے والی ہے جو خود کہتا ہے۔

"میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا" متی ۱۵/۴۲

پھر مسیح نے ہدایت کی طالب عورت کو جو کہ اسرائیلی نہ تھی بلکہ کنعان کی رہنے والی تھی کہا کہ مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کے آگے پھینک دیویں" (متی ۲۴/۱۵)

اسی طرح ویدوں میں ذکر ملتا ہے کہ "اے ویدک دھرمی راجاؤ اور دوسرے ویدک دھرمیو تم شیر جیسے بنکر رعیتوں کو کھا جاؤ اور چیتے جیسے بنکر اپنے دشمنوں کو باندھ کر جکڑ لو۔ اسکے بعد اپنی مخالفت کرنیوالوں کے کھانے تک اٹھالو" (اتھر وید کانڈ نمبر ۶ سوکت ۲۲ منتر) بحوالہ دیباچہ تفسیر القرآن۔

یجر وید ادھیائے ۲۷ منتر ۲ میں لکھا ہے "اے آگ ہم براہمن لوگ جو تیرے پجاری ہیں تو ہمیں عزت و دولت دے مگر ہمارے مخالفوں کو سمجھ نہ دے"

پھر منوسمرتی ادھیائے نمبر ۸ شلوک ۲۷۲ میں لکھا ہے "اگر شودر فخر کے ساتھ مذہبی مسائل بتانے شروع کردے تو تیل خوب گرم کرکے اس کے کانوں اور منہ میں بھر دو" اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وید ایک مخصوص طبقہ کے لئے ہے۔ نہ سب کیلئے اور نہ سب کو اس سے استفادہ کی اجازت دی گئی۔ پھر ایسی تعلیم عالمگیر تعلیم کیونکر ٹھہر کرسکتی ہے۔

پس محمد رسول اللہ سے پہلے کوئی شخص بھی نہیں تھا جس نے ساری دنیا کو خطاب کیا ہو۔ اور قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہ تھی جس نے ساری دنیا کو مخاطب کرنے کا دعویٰ کیا ہو۔ محمد رسول اللہؐ ہی ہیں جنہوں نے ساری دنیا کو مخاطب کرکے کہا۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (اعراف ع ۲۰)

جس طرح گزشتہ تمام انبیاء کا ظہور موعود اقوام عالم حضرت محمد مصطفیٰؐ کے استقبال کے لئے ہوا ٹھیک اسی طرح گزشتہ تمام مذہبی کتب کا نزول قرآن مجید کے استقبال اور کل عالم کو اسکی خدمت کے لئے تیار کرنے کیلئے ہوا جس نے اقوام عالم کو متحد کرنا تھا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "خدا نے پہلے متفرق طور پر ہر ایک امت کو جدا جدا دستور العمل بھیجا اور پھر چاہا کہ جیسا کہ خدا ایک ہے وہ بھی ایک ہو جائیں۔ تب سب کو اکٹھا کرنے کے لئے قرآن کو بھیجا اور خبر دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ خدا تمام قوموں کو ایک بنادے گا۔ اور تمام ملکوں کو ایک ملک کردے گا۔ اور تمام زبانوں کو ایک زبان بنادے گا" (نسیم دعوت صفحہ ۶۱)

قرآن کریم کا دائمی و اکمل ہونا

فرمایا فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (البینہ آیت ۴)

یعنی وہ سب تعلیمیں جو گزشتہ انبیاء کے زمانہ میں نازل ہوئی تھیں ان میں سب ایسی تعلیمیں جو قائم رہنے کی مستحق تھیں اور بنی نوع انسان کی معاش اور ان کے معاد کو درست کرنے والی تھیں وہ ساری کی ساری تعلیمیں قرآن کریم میں آگئی ہیں۔ (تفسیر کبیر)

قرآن کریم تمام علوم کی جامع کتاب ہے

اس نے روحانی مسائل کے ساتھ ساتھ جسمانی مسائل بھی اور الٰہیات بھی اور فلکیات بھی نیز مادی ضرورتوں کے مسائل بھی بیان کردیئے ہیں۔ اسنے اقتصادی امور اجتماعی امور۔ مدنی احکام بندوں سے تعلق رکھنے والے احکام حاکموں سے متعلق احکام رعایا سے متعلق احکام مالداروں سے متعلق احکام غریبوں سے متعلق احکام کارخانہ داروں سے متعلق احکام مزدوروں سے متعلق احکام خاندان سے متعلق احکام میاں بیوی سے متعلق احکام جنگ، صلح قضاء اکل و شرب سے متعلق احکام غرض کہ تمام مسائل کا حل بتادیا ہے اس میں گزشتہ مذاہب کی ضروری تعلیمات بھی جمع کردی گئی ہیں۔ قرآن کے مکمل ہونے کے متعلق بعض یہودیوں کی شہادت ملتی ہے کہ ایک یہودی حضرت عمرؓ کو ملا اور کہنے لگا کہ اگر ہم پر آیت الیوم اکملت لکم دینکم اترتی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی دینی امر بیان کرنے سے رہ نہیں گیا بلکہ سب ضروری امور اس میں بیان کردیئے گئے ہیں۔ اور قرآن مجید کامل کتاب ہے۔ تو ہم اس دن کو جس دن وہ آیت اتری عید کا دن مقرر کرتے اور خوشی مناتے کہ ہماری شریعت کامل شریعت ہے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے خوب یاد ہے کہ کب اور کہاں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت حج کے ایام میں یوم عرفہ میں جمعہ کے روز نازل ہوئی۔ گویا تم تو ایک دن عید مناتے لیکن ہمارے لئے یہ دو عیدیں تھیں ایک جمعہ کا دن اور دوسرا یوم عرفہ۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ذکر ملتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم پڑھی۔ اور پاس ہی ایک یہودی کھڑا تھا اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اس روز عید مناتے۔ حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ یہ آیت نازل ہی ایسے ایام میں ہوئی ہے جبکہ دو عیدیں جمع تھیں۔

(ترمذی جلد دوم کتاب التفسیر)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "میں قرآن شریف سے یہ استنباط کرتا ہوں کہ سب انبیاء کے وصفی نام آنحضرتؐ کو دیئے گئے ہیں کیونکہ آپ تمام انبیاء کے کمالات متفرقہ اور فضائل مختلفہ کے جامع تھے اور اسی طرح جیسے تمام انبیاء کے کمالات آپ کو ملے قرآن شریف بھی جمیع کتب کی خوبیوں کا جامع ہے چنانچہ فرمایا فیھا کتب قیمۃ (البینہ ۴) اور مافرطنا فی الکتاب (الانعام ۳۹)

قرآن مجید کے دائمی ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "قرآن شریف ایسے زمانہ میں آیا تھا کہ جس میں ہر ایک طرح کی ضرورتیں کہ جن کا پیش آنا ممکن ہے پیش آگئی تھیں۔ یعنی تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے۔ اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہر ایک نوع کا فساد اپنے انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔ اس لئے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی۔ پس انہی معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کہ جن کی اصلاح کے لئے الہامی کتابیں آئیں وہ بھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچے تھے اور قرآن شریف کے وقت میں وہ سب اپنی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں۔ پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا۔ مگر قرآن مجید کے لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اسکے بعد کوئی اور

کتاب بھی آوے۔ کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں''۔

(روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

قرآن کریم کی حفاظت کا خدائی وعدہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (حجر ع ۱)

ہم نے اس ذکر (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا اس رنگ میں حفاظت کا انتظام کیا کہ شروع نزول سے ہی اسکی آیات لکھی جانے لگیں اور اس کی حفاظت ہوتی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے عشاق عطاء کئے جو اسکے ایک ایک لفظ کو حفظ کرتے رات دن خود پڑھتے اور دوسروں کو سناتے تھے۔ اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے کسی نہ کسی حصے کا نمازوں میں پڑھنا فرض مقرر کردیا اور شرط لگادی کہ کتاب میں سے دیکھ کر نہیں بلکہ یاد سے پڑھا جائے۔ اسی طرح قرآن مجید کی زبان ایسی سہل اور دل نشین بنائی کہ سہولت سے یاد ہو جائے۔

دنیا کی کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں کہ جسے مٹا دیا جائے اور وہ پھر بھی محفوظ رہے۔ اگر بائیبل یا کسی دوسری مذہبی کتاب کے نسخے جلا دیئے جائیں تو ان کے پیروکار اسے جمع نہیں کرسکتے لیکن قرآن مجید کو یہ فخر حاصل ہے کہ اگر بفرض محال سارے نسخے قرآن مجید کے دنیا سے مفقود کر دیئے جائیں تب بھی دو تین دن کے اندر مکمل قرآن تیار ہو سکتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر نبی کے کلام کی حفاظت کی جاتی ہے اور یہ قانون ہر نبی کے متعلق ہے تو کیا پہلے انبیاء کی وحی اب تک بعینہٖ محفوظ ہے اگر نہیں تو پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جائے کہ قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہے۔ کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ یہ بھی پہلے انبیاء کی وحیوں کی طرح کسی وقت بگڑ جائے گا۔

قرآن کریم نے خود اسکی وضاحت کردی ہے۔ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ ہم قرآن کی حفاظت کریں گے یا کتاب کی حفاظت کریں گے بلکہ الذکر کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس لفظ کو استعمال کر کے حفاظت کے دائرہ کو محدود کردیا گیا ہے۔ جب کوئی کلام الذکر رہے یعنی (۱) ایک طرف تو بندہ اور خدا تعالیٰ کے تعلق کو قائم کرتا رہے اور بندہ کو ایسے قیام پر کھڑا رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یاد میں سرشار رہے (۲) دوسری طرف اسے ایسا مقام عطا کرے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد کرتا رہے یعنی خدا تعالیٰ کی وحی اور نصرت اور امداد بندہ کو حاصل رہے اسکی حفاظت کا اللہ تعالیٰ ذمہ لیتا ہے جو کلام ان خوبیوں کا حامل رہے گا۔ اور جو کلام ان خوبیوں کا حامل نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اسکی حفاظت چھوڑ دے گا۔

غرض یہ کہ باوجود اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے کہ وہ ہر نبی کی وحی کی حفاظت کرے گا۔ پہلے انبیاء کی وحی اگر محفوظ نہیں رہی تو قابل اعتراض نہیں کیونکہ قرآن مجید نے الذکر کی شرط لگائی ہے۔ جب تک وہ الذکر رہے انکی حفاظت ہوتی رہی۔ جب وہ الذکر نہ رہے انکی حفاظت کا وعدہ ختم ہوگیا۔

اس اعتبار سے آج سوائے اسلام کے ایک مذہب بھی نہیں جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ اسکے پیروؤں میں کوئی ایسا شخص موجود ہے۔ جو الذکر کا عملی ثبوت ہو۔ یعنی اسکا یہ دعویٰ ہو کہ اپنے مذہب کی کتاب پر چل کر اسے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسے یاد کرتا ہے یعنی اس سے کلام کرتا ہے اور اس کے لئے اپنی قدرتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جو الذکر کا مفہوم ہے۔ پس جب عملاً وہ کتب الذکر کا مصداق نہیں رہیں تو انکی حفاظت بھی جاتی رہی اور انکے محرّف و مبدّل ہونے میں کوئی آسمانی روک بھی باقی نہیں رہی۔

گزشتہ مذہبی کتب میں تحریف و تبدیل ایک ثابت شدہ امر ہے۔

ویدوں میں تحریف و تبدیل کا ثبوت

پنڈت ویدک منی صاحب اپنی کتاب ''وید سردسو'' کے صفحہ ۹۷ پر لکھتے ہیں۔ ''حقیقت میں جس قدر بری حالت اس اتھر وید کی ہوئی ہے اتنی اور کسی وید کی نہیں ہوئی۔ سائن آچاریہ کے بعد بھی کئی سوکت اس میں ملا دیئے گئے ہیں۔ ملانے کا ڈھنگ بہت اچھا سوچا گیا ہے وہ یہ کہ پہلے اس کے شروع اور آخر میں رتھ (شروع) اور ''انی'' (ختم) لکھ دیا جاتا ہے جب دیکھا کسی نے پوچھا تک نہیں تب شروع اور آخر میں رتھ انی لکھنا بند کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ پنڈت ہردے نرائن ایم ایس۔ سی رسالہ گنگا بابت ماہ جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۴۳ پر لکھتے ہیں۔

''شونک رشی کے چرن دیوہ وغیرہ تصانیف میں وید منتروں اور انکے لفظوں اور حرفوں تک کی جو گنتی دی ہوئی ہے وہ موجودہ ویدوں میں نہیں ملتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''ویدوں میں کئی منتر ملائے گئے ہیں۔ اور کئی نکالے گئے ہیں'' (بحوالہ فضائل القرآن)

بائبل انسانی دست برد سے محفوظ نہیں ہے

ایسے اختلافوں میں تطبیق بے فائدہ ہے۔ اور علماء یہود کہتے ہیں کہ نئے عزرا کو معلوم نہ تھا کہ بعض بعض کے بیٹے ہیں یا پوتے۔ عہد نامہ قدیم کے ماننے والے اسکو خدا تعالیٰ کی کتاب کہتے ہیں اسی طرح مسیحی اور مسلمان بھی اسے خدا کی طرف سے نازل شدہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے نازل ہونا اور اسی صورت میں آج تک موجود ہونا ان دونوں باتوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ اسرائیلی تاریخ اس بات پر متفق ہے کہ بنوکد نفر کے زمانہ میں اسرائیلی صحف جلا دیئے گئے تھے اور برباد کردیئے گئے تھے اور دوبارہ انہیں عزرا نبی نے لکھا۔ چنانچہ عزرا کی نسبت یہودی کتب میں لکھا ہے۔

''شریعت بھلادی گئی تھی مگر عزرا نے پھر اسے دوبارہ قائم کیا'' پس موجودہ تورات وہ تورات نہیں جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی بلکہ وہ تورات ہے جو عزرا نے اپنے حافظہ سے لکھی تھی۔

عذرا کے حافظہ کے متعلق خود مسیحی مصنفوں کو بھی شبہات ہیں۔ چنانچہ ریورنڈ آدم کلارک بائبل کے مشہور مسیحی مفسر اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۹۱ء کے صفحہ ۱۶۸۱ پر ا۔ تواریخ باب ۴ آیت ۷ کے ماتحت لکھتے ہیں'' اس جگہ غلطی سے عزرا نے بیٹے کی جگہ پوتا لکھ دیا ہے ایسے اختلافوں میں تطبیق بے فائدہ ہے اور علماء یہود کہتے ہیں کہ عزرا کو معلوم نہ تھا کہ بعض بعض کے بیٹے ہیں یا پوتے

بائبل کی اندرونی شہادت بھی تحریف و تبدیل کو واضح کر دیتی ہے۔ استثناء باب ۳۴ آیت ۵،۶ میں لکھا ہے۔

''سو خدا کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا اور اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔''

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ اس کا مضمون حضرت موسیٰؑ کے سینکڑوں سال بعد استثناء میں بڑھایا گیا ہے کون عقلمند یہ تسلیم کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو یہ الہام فرمایا ہو کہ آج تک تمہاری قبر کوئی نہیں جانتا۔

نمبر ۲۔ سموئیل باب ۶ آیت ۲۳ میں لکھا ہے ''سو ساؤل کی بیٹی میکل مرتے دم تک بے اولاد رہی'' مگر نمبر ۲ سموئیل باب ۲۱ آیت ۸ میں لکھا ہے '' اور ساؤل کی بیٹی میکل کے پانچوں بیٹوں کو جو برزلی محولاتی کے بیٹے عدوی ایل سے ہوئے تھے لیکر ان کو جبعون کے حوالے۔ کیا اس طرح ایک ہی کتاب میں ایک جگہ اسے بانجھ قرار دیا اور دوسری جگہ پانچ بیٹے قرار دیئے گئے ہیں۔

اناجیل کی تحریف و تبدیلی کے متعلق تفسیر ہارون جلد ۴ حصہ دوم باب ۴ مطبوعہ ۱۸۸۲ء میں لکھا ہے۔

''کلیساء کے قدماء مورخین سے اناجیل کی تالیف کے زمانہ کے متعلق جو حالات ہم تک پہنچے ہیں ایسے غیر معین اور ابتر ہیں کہ کسی ایک امر معین کی طرف نہیں پہنچاتے۔ اور پرانے سے پرانے قدماء نے اپنے وقت کی گپوں کو سچ سمجھ کر لکھ دیا اور ان لوگوں نے جو ان کے بعد ہوئے ادب کر کے ان لوگوں کے لکھے ہوئے کو قبول کرلیا۔ اور یہ روایات سچی اور جھوٹی ایک لکھنے والے سے دوسرے لکھنے والے کو پہنچیں اور مدت دراز کے گزر جانے کے بعد ان کی تنقید متعذر ہوگئی۔''

اسی طرح متی باب ۱۹ آیت ۱۶۔۱۷ میں لکھا تھا کہ ''اور دیکھو ایک نے آکے اس سے کہا اے نیک استاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اسنے اسے کہا۔ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا'' اس سے حضرت مسیح کے متعلق عیسائیوں کا یہ ادعا کہ وہ معصوم عن الخطاء اور ہر قسم کے گناہوں اور عیوب سے منزہ تھے بالکل باطل اور بے بنیاد ٹھہرتا ہے۔

مگر موجودہ اناجیل میں مذکورہ الفاظ کو بدل دیا گیا ہے لکھا ہے ''اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے'' ''تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے'' اور ''تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے'' ان دونوں فقرات میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔

اسی طرح یوحنا باب ۴ آیت ۳ تا ۴۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا وطن یہودیہ تھا اور مسیح اس خیال سے کہ پیغمبر کی عزت اپنے وطن میں نہیں ہوتی اسے چھوڑ کر جلیل چلے گئے جہاں کے لوگوں نے انکی بہت قدر کی۔ لیکن اس کے برعکس متی باب ۱۳ آیت ۵۸ لوقا باب ۴ آیت ۲۴ اور مرقس باب ۶ آیت ۴ میں لکھا ہے کہ مسیح کا وطن یہودیہ نہیں بلکہ جلیل تھا۔ جب جلیل میں انکی قدر نہ ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کسی نبی کی قدر اس کے وطن میں نہیں ہوتی''۔

قرآن کریم کو خدا تعالیٰ نے یہ خصوصی امتیاز بخشا ہے کہ اسکے نزول پر ڈیڑھ ہزار سال گذر رہے ہیں مگر خدائی وعدہ کے مطابق یہ مرور زمانہ کے اتار چڑھاؤ کے باوجود انسانی دست برد اور تحریف و تبدل سے پاک ہے۔ اور اس بات کی شہادت دشمن بھی دیتے ہیں۔

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں لکھتا ہے '' ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے۔ اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی شہادت کی بھی کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہی ہے جو خود محمدؐ نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی اور اسے استعمال کیا کرتے تھے''

نولڈک کا قول ہے ''ممکن ہے کہ تحریری

کوئی معمولی غلطیاں (طرز تحریر) ہوں تو ہوں لیکن جو قرآن عثمانؓ نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کا مضمون وہی ہے۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا تھا۔ گو اسکی ترتیب عجیب ہے یورپین علماء کی یہ کوشش کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن)

میور بڑی حسرت کے ساتھ لکھتا ہے ’’مسلمانوں کی بالکل پاک اور غیر تبدیل شدہ کتاب اور ہماری کتاب کے مختلف نسخوں کے باہمی اختلاف کا مقابلہ کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ دو ایسی چیزوں کا مقابلہ کیا جائے جن میں باہمی کوئی مشابہت نہیں‘‘۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۲)

قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے

کسی چیز کے زندہ ہونے کی ایک پہچان اس کا کلام کرنا ہے۔ اس نسبت سے قرآن کریم خود بولتا بھی ہے۔ یہ قرآن کریم کی امتیازی شان ہے کہ جب وہ کوئی دعویٰ کرتا ہے تو ساتھ دلیل بھی پیش کرتا ہے وہ کسی بیرونی شہادت کا محتاج نہیں۔ اور وہ کبھی دعویٰ بیان کرنے کے بعد ہی اسکے دلائل دیتا ہے اور کبھی دلائل بیان کرنے کے بعد میں اسکا نتیجہ پیش کرتا ہے۔ اور اسکا یہ انداز کلام دوسری مذہبی کتب کے مقابل پر اسے ممتاز بناتا ہے۔

قرآن کریم کے زندہ ہونے کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ ایک زندہ درخت کی طرح ہے جسے تازہ بتازہ پھل لگتے ہیں اور پھر یہ ہر موسم میں پھل دیتا ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت کے سلسلہ میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کی ظاہری حفاظت کا انتظام فرمایا ہے وہاں اسکی معنوی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا ہوا ہے۔ ہر صدی میں مجدد دین کو مبعوث کیا جو تجدید دین کے ساتھ قرآن کریم کی معنوی حفاظت کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ اسکے ماننے والے ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ سے براہ راست الہام پانے کے مدعی ہوتے چلے آئے ہیں۔ مجدد الف آخر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں مامور ہو کر تجدید دین کے ساتھ قرآن مجید کو ایک زندہ کتاب کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں۔ ’’اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مامور مبعوث فرمایا ہے جس نے کلی طور پر قرآن کی تفسیروں کو زوائد اور حشو سے پاک کر کے اصلی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن جو اسی زمانہ کے علوم کے سامنے ایک معذرت خواہ کی صورت میں کھڑا تھا۔ اب ایک حملہ آور کی صورت میں کھڑا ہے۔ جس کے سامنے سب فلسفے اور مذاہب اس طرح بھاگ رہے ہیں جیسے شیر کے سامنے سے لومڑ سبحان اللہ الملک العزیز. اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا دعویٰ ہے کہ اس مامور کی اتباع کی برکت سے کسی علم کا متبع خواہ قرآن کریم کے کسی مسئلہ پر حملہ کرے۔ میں اسکا معقول اور مدلل جواب دے سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ذی علم کو ساکت کر سکتا ہوں۔ خواہ وقتی جوش کے ماتحت وہ علی الاعلان اقرار کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ میں نے اس کا ربع صدی سے زیادہ عرصہ میں تجربہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب سے اس میدان میں داخل ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ظاہر و باطن میں کبھی مجھے اس بارہ میں شرمندہ ہونے کا موقعہ نہیں ملا۔ غرض خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی معنوی حفاظت کا مدار صرف عقل پر ہی نہیں رکھا۔ اور اسکی تشریح کا انحصار صرف انسانی دماغ پر ہی نہیں چھوڑا بلکہ خود اپنے کلام سے اسکو ظاہر فرمانے کا ذمہ لیا ہے جس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب اس طرح سے عملی پھل ظاہر ہوتے ہیں تو قرآن مجید کے محفوظ ہونے کا ایک بین ثبوت ملتا رہتا ہے۔ دوائی اگر فائدہ کرتی ہے تو ہم اسے تازہ سمجھتے ہیں ورنہ بوسیدہ سمجھتے ہیں قرآن مجید کے تازہ پھل بھی ثابت کرتے رہتے ہیں کہ قرآن مجید محفوظ اور زندہ کتاب ہے‘‘ (تفسیر کبیر جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۰)

قرآن کریم کو کلام اللہ کا مرتبہ حاصل ہے

دنیا کی تمام مذہبی کتب میں قرآن کریم کو ہی یہ منفرد مقام حاصل ہے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے دنیا کے سامنے یہ نظریہ پیش فرمایا کہ ’’قرآن کریم ایک ہی کتاب ہے جو کلام اللہ کہلا سکتی ہے دوسری کتب خواہ الہامی بھی ہوں کلام اللہ نہیں کیونکہ ان میں انسانی کلام بھی شامل ہے۔ خالص کلام اللہ الف سے لیکر ی تک بسم اللہ سے لیکر والناس تک صرف قرآن کریم ہے۔ یہ کتاب اس وقت سے کہ نازل ہوئی ہمارے زمانہ تک جوں کی توں ہے نہ ایک لفظ کم نہ ایک لفظ زیادہ نہ کوئی حکم ناقابل عمل۔ نہ کوئی آیت منسوخ ہر ایک زبر زیر محفوظ ہر ایک حرکت و وقف بعینہٖ پس اس کے سوا اور کوئی کتاب نہیں جسے اس تعین کے ساتھ اپنے لئے مشعل راہ بنایا جا سکے کہ اس سے کوئی مشتبہ حکم نہ ملے گا‘‘ (تفسیر کبیر جلد اوّل دیباچہ)

نیز آپ بیان فرماتے ہیں ’’یہ ایک غلط خیال ہے کہ پہلی الہامی کتب بھی کلام اللہ تھیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ موجودہ توریت کلام نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو جو کتاب دی گئی تھی۔ وہ بھی کلام اللہ نہ تھی۔ اسی طرح میرا یہ مطلب نہیں کہ موجودہ انجیل کلام اللہ نہیں۔ یہ تو حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل نہیں ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح پر جو انجیل نازل ہوئی وہ موجود ہوتی تو بھی ہم یہی کہتے کہ وہ کلام اللہ نہیں۔ وہ کتاب اللہ تھی وما انزل علی المسیح تھی۔ مگر کلام اللہ نہ تھی اسی طرح اگر حضرت ابراہیم کے صحف آج موجود ہوتے اور اگر حضرت نوح کے صحف آج موجود ہوتے اور اگر ایک لفظ بھی ان میں کسی انسان کا داخل نہ ہوتا تب بھی وہ کلام اللہ نہ ہوتے ہاں کتاب اللہ ہوتے۔ قرآن کریم میں کلام اللہ کا لفظ تین جگہ استعمال ہوا ہے۔ اور تینوں جگہ قرآن کے متعلق ہی استعمال ہوا ہے۔ اور قرآن ہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ کلام اللہ ہے۔...... اس لئے عقلاً یہی کہا جائیگا کہ قرآن ہی کلام اللہ ہے اور ہمارا کوئی حق نہیں کہ ہم بلا دلیل یہ خیال کریں کہ قرآن کریم کے سوا کوئی اور آسمانی کتاب بھی کلام اللہ کے نام کی مستحق ہے۔

...... یہ فضیلت صرف رسول کریمؐ کو ہی حاصل ہے کہ ساری کی ساری شریعت آپؐ کو وحی کے الفاظ میں عطاء ہوئی باقی سب انبیاء کی کتب میں کچھ کلام الٰہی تھا کچھ نظارے تھے اور کچھ مفہوم جسے انہوں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا۔ اگر وہ نظاروں اور مفہوم کے حصہ کو علیحدہ کر دیتے تو انکی کتابیں نامکمل ہو جاتیں کیونکہ انکا سارا دین کلام اللہ میں محصور نہیں۔ کچھ رؤیا اور کشوف ہیں اور کچھ وحی خفی کے ذریعہ سے تھا۔ اگر وہ کلام اللہ کو الگ کرتے تو ان کا دین ناقص رہ جاتا۔ برخلاف اس کے قرآن کریم میں سب دین آگیا ہے اور کلام اللہ میں ہی سب دین محصور ہے۔ پس قرآن کے سوا اور کسی نبی کی کتاب کا نام کلام اللہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نام صرف قرآن کریم کا ہی ہے...... غرض قرآن کریم کلام اللہ کے نام میں منفرد ہے۔ جس طرح کعبہ بیت اللہ کے نام میں دوسرے بیوت سے منفرد ہے خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو بیت اللہ قرار دیا ہے۔ اور قرآن کو کلام اللہ قرار دیا ہے۔ (تلخیص فضائل القرآن صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۷)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قرآن مجید کی حقیقت اور افضلیت کو سمجھنے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

بقیہ صفحہ: (۹)

النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ: وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(ب) وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔ (الشوریٰ:۴۱)

ترجمہ: اور بدی کا بدلہ، کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اُس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

(ج) وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (الشوریٰ:۴۴)

ترجمہ: اور جو صبر کرے اور بخش دے تو یقیناً یہ اُولوالعزم باتوں میں سے ہے۔

(د) وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (النور:۲۳)

ترجمہ: اور چاہئے کہ وہ عفو سے کام لیں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے۔ اور اللہ بہت معاف کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حرفِ آخر:

اعلیٰ اخلاق سے متصف ہونے اور برے اخلاق سے بچنے اور خدا اور اُس کی مخلوق کے نزدیک مقبول ہونے کیلئے قرآن کریم نے جہاں متعدد طریقے سکھائے ہیں وہاں ایک نسخہ بے خطا یہ عطا فرمایا کہ ہر تدبیر کے باوجود دعا کو کبھی نہ بھولو اور اس خوش فہمی میں نہ پڑو کہ ہم محض اپنی تدابیر سے ہی بچی پاکیزگی حاصل کر لیں بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا ہی پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اسلئے ہمیشہ اُس کے حضور یہ دُعا کرتے رہیں کہ:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا (البقرہ:۲۸۷)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمارا مواخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے اور اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر (اُن کے گناہوں کے نتیجہ میں) تو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری بُرائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

☆☆☆

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-220757
Tel Fax (0091) 01872-221702
Tel (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol :52 Tuesday 1/8 July 2003 Issue No. 26/27

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $
:40 euro
By Sea : 10 £ 0r 20 U.S $

بقیہ صفحہ: (13)

سنا پسند کرتا ہوں چنانچہ میں نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا (جس کا ترجمہ یہ ہے) ’’پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے۔ اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے‘‘۔ تو آپ نے فرمایا بس اتنا کافی ہے۔ پھر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پاک میں بھی مذکور ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ سیر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور ان دنوں حاجی حبیب الرحمان صاحب حاجی پورہ والوں کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا۔ کہ حضور یہ قرآن بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستہ کے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں چنانچہ انہوں نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ (ذکر حبیب صفحہ ۳۲۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کی صحیح اور حقیقی عزت کرنے کی توفیق بخشے وہ عزت جو اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول ہو کر ہمارے لئے آسمان پر باعث عزت بن جائے۔ آمین۔

112واں جلسہ سالانہ قادیان 2003

مورخہ 26-27-28 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگا

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 112 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2003ء (بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

مجلس مشاورت: اسی طرح جماعتہائے احمدیہ بھارت کی 15 ویں مجلس مشاورت حضور انور کی منظوری سے جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ 29 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اور للہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

خصوصی درخواست دعا

اسیران راہ مولا کیلئے

محض اعلائے کلمہ اور نماز و روزہ و اذان کی پابندی کی خاطر پاکستان کی جیلوں میں کئی اسیران راہ مولا ایک عرصہ سے قید ہیں۔ اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ احباب جماعت ان اسیران راہ مولیٰ کی باعزت رہائی اور ان کے اہل وعیال کے بخیریت رہنے کیلئے دعائیں کرتے رہیں (ادارہ بدر)

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

Muslim Television Ahmadiyya International

The First ISLAMIC Digital Satellite Channel

Broadcasting Round The Clock

Audio Frequency	
English	: 7.02 MHz
Arabic	: 7.20 MHz
Bengali	: 7.38 MHz
French	: 7.56 MHz
Turkish	: 8.10 MHz
Indonesian	: 7.92 MHz
Russian	: 7.92MHz

Satellite	: Asia Sat-2 100.5 Deg. East.
LNB	: C Band
Transponder	: 1-A
Down Link Frequency	: 36.60 GHz/3660MHz
Local Frequency	: 05150
Polarity	: Vertical
Symbol rate	: 27500
PID	: Auto
FEC	: 3/4
Dish Size	: 2 Meters/6-Feet (Solid)

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

Muslim TV AHMADIYYA International

M.T.A International
P.O Box. 12926, London SW 18 4ZN
Tel. : 44-181870 8517 Fax : 44-181-874 8344
Website : http://www.alislam.org/mta

M.T.A QADIAN
NAZARAT NASHRO - ISHAAT
Qadian - 143516
Ph.: 01872-20749 Fax : 01872-20105

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل سروس

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اب آپ کا پسندیدہ ٹی وی چینل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل ہو چکا ہے۔ الحمدللہ۔ ☆ اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ ☆ اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور بچوں کی اخلاقی وروحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل سروس ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے، قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن، ترجمۃ القرآن وہومیو پیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر وسائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ ☆ جماعت احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لنڈن، الفضل انٹرنیشنل لندن جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں جس کا نمبر نیچے دیا گیا ہے۔ ☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات، ہومیو پیتھی کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ: ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ C قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of: GOLD & DIAMOND JEWELLERY
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی وسونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443